یہہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار معہ محصول ڈاک

سالانہ.... ششماہی

خریداران ممالک بیرون ہند ..... دس شلنگ ... چھہ شلنگ

عام ہند ..... سے ... لئے ... للہ

طلبا اور کم استطاعت اصحاب کیلئے بشرط تصدیق - للہ ... علاوہ

بغیر خذہ پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا - نمونہ کا پرچہ

آنہ ہمراہ بکاغذ ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا - +

شرح اُجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اُجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی -

مضامین مفید عام اور خبریں مفت درج ہونگی -

رسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر پر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے - روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ بھیجنا چاہیئے - ورنہ ضمان خطرہ ہمارے ذمہ نہ ہوگا -

وکیل

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

THE VAKIL AMRITSAR

ایڈیٹر منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار عدالت

جلد ۶ | امرتسر ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ | نمبر ۴۲

وکیل

امرتسر ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر ۴۲

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور ہم

سلسلہ کیلئے دیکھو وکیل مطبوعہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

جب چار بجے نواب صاحب کا ایڈریس ختم ہوا - اونکے بیٹھتے ہی حکیم اجمل خان صاحب نے ایک مختصر مگر جامع تقریر مین صاحب پریسیڈنٹ کا شکریہ ادا کیا اور دوران تقریر مین فرمایا کہ آجتک ایسا پُر مغز ایڈریس سُننے کا کسی کانفرنس مین کم اتفاق ہوا ہے - نواب محسن الملک بہادر نے ایسے ایڈریس کے بعد اپنی رپورٹ سنانا نامناسب سمجھکر کسی اور وقت پر اوسے موقوف رکھا - اتنے مین خبر آئی کہ حضور پُر نور والی ریاست تشریف لاتے ہین - چنانچہ جناب شیخ عبدالغفور خان صاحب مدار المہام اور کانفرنس کے بعض سر برآوردہ اراکین حضور ممدوح کی پیشوائی کے لئے خیمہ کے دروازہ تک گئے اور حضرت کو لے آئے - آپ ڈیس پر پریسیڈنٹ کے قریب کرسی پر متمکن ہوئے ہی تھے کہ خان بہادر سخاوت حسین صاحب رئیس اعظم شاہجہانپور نے استادہ ہوکر اعلان کیا کہ ہم ہر سال ایک تمغہ اس یادگار مین اپنی گرہ سے عطا کیا کرین گے کہ نواب صاحب بنفس نفیس اس کانفرنس مین تشریف لائے اور اس تمغہ کا نام نواب مڈل ہوگا - نواب صاحب نے اونکی اس تجویز کو قبول فرمایا - اور یہ جلسہ اوسی وقت برخاست ہوا - اور کل کے لئے اجلاس کا وقت دس بجے قرار پایا - چونکہ ابھی دن تھا اس لئے ہم نے شہر کی سیر کا عزم دل مین ٹھانکر ایک کرایہ کی گاڑی لی - یہان یہ ذکر کرنا بھی ضروریات سے ہے کہ یہان کی کرایہ کی گاڑیان وضع - قطع - پوشش اور آسائش کے اعتبار سے بالعموم دیسی ہی ہین جیسی اور ہندوستان کے شہرون کی - مگر شرح کرایہ کچھہ ایسی بے قرینہ ہے کہ سمجھہ مین نہین آتا کہ پہلے اور پچھلے گھنٹون مین کیا تناسب ہے - پہلے گھنٹہ کے لئے اول درجہ کی گاڑی کے ۱۲ر اور اوسکے بعد کے گھنٹون کے لئے فی گھنٹہ ۳ر مقرر ہین - خیر کچھہ ہی ہو ہم ایک گاڑی مین بیٹھکر شہر کو گئے جو کانفرنس کے کیمپ سے کوئی ایک یا ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا - جس وقت ہم شہر مین داخل ہوئے تو وہ رونق وہ ریل پیل مطلق نظر نہ آئی جسکی ایک دیسی فرمانروا کے دار الحکومت مین ہونیکی طبعًا امید تھی - دہلی تو کہان مراد آباد بھی وسعت شہر - دوکانون اور مکانون کی خوبی - تجارت کی مصروفیت - آدمیون کی دہکاپیل کے لحاظ سے جاندار معلوم ہوتا تھا رئیس حالانکہ رنگین مزاج ہین - مگر تعجب ہے کہ اونکی نفاست پسند طبیعت کا کچھہ بھی اثر شہر اور شہر کی تجارت پر مشاہدہ نہین ہوتا - نہ کوئی شاندار مکانات ہین جن سے باشندگان شہر کی خوشحالی اور تمول یا کم سے کم وضعداری کا اندازہ ہو سکے - نہ عالیشان دوکانین ہین جن سے لوگون کی خوش وضعی اور اعلی طرز معاشرت کا پتہ چل سکے - برخلاف اسکے چارون طرف سے ہُو حق کا عالم دکھائی دیتا تھا - ہان کسی قدر رونق اوس نواح مین دکھائی دیتی تھی جدہر قلعہ معلّی اور مسجد جامع واقع ہے - اور چونکہ وہ مقام شہر سے ایک گوشہ کیطرف واقع ہے اس سبب سے اوسکا محل وقوع کسی قدر بے قرینہ معلوم ہوتا ہے - اور لامحالہ یہی گمان کرنا پڑتا ہے کہ یہ دوکانین فقط قلعہ اور اہل قلعہ کی رفع ضروریات کے لئے موضوع ہین - اور اہالی شہر کا یہان تک پہونچنا تکلف سے خالی نہین - مسجد جامع فی الجملہ عالیشان عمارتون مین ہے - اگرچہ قدامت کے لحاظ سے تو وہ کسی خاص دلچسپی کی مستحق نہین - کیونکہ نواب صاحب حال کے جدامجد نواب کلب علیخان صاحب بہادر مرحوم کی باقیات صالحات مین سے ہے - مگر بلحاظ خوش وضعی - وسعت - اور گنبدون کی انوکھی ساخت کے لایق دید ہے - ساری مسجد چونہ گچ سے تعمیر ہوئی ہے کہین کہین اندر کی محرابون مین سنگ مرمر اور سنگ موسی بھی لگا ہوا ہے - گنبدون پر نواب صاحب کے تاج کا نقشہ اس خوبصورتی سے دکھایا ہے کہ فقط دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - غرضیکہ بحیثیت مجموعی یہہ مسجد اپنی وضع مین آپ ہی اپنا جواب رکھتی ہے اور اپنے معزز اور محترم بانی کے اعلی ترین اعمال حسنہ کو یاد دلاتی ہے - مسجد کے سامنے قلعہ معلّی ہے جو نواب صاحب کے آبا کرام کا مسلسل مسکن رہا ہے - اس قلعہ کی فصیل بالکل نئی دیکھکر پہلے تو یہ شبہ پیدا ہوا شاید امتداد زمانہ یا کسی اور آفت ارضی یا سماوی کے سبب منہدم ہوئی ہوگی جو از سر نو تعمیر کیگئی مگر

اندر جاکر دیکھا تو عمارت قدیمہ مین سے ایک بھی موجود نہین اور بجاے شاندار عمارتون۔ زرنگار چھتون۔ وسیع دیوانخانون۔ خوش وضع آبشارون۔ دلفریب کوشکون۔ لہلہاتے باغون کے (جنکے نقشے ہماری قوت متخیلہ کا سیمیا گر بڑی سرعت اور الوان دلکوین کے ساتھہ ہماری آنکھون کے آگے پیش کرتا تھا) ہم نے ایک چٹیل میدان دیکھا جو افسوس ہو کہ ہموار بھی نہ تھا کیونکہ ابھی تک آثار قدیمہ کے کھنڈر بلکہ اونکی پختہ بنیادین زمین سے ہموار نہ ہوئی تھین اور باوجود اس بے سروسامانی اور بیکسی کے آج تک بیلدارون کی خارا شکن تیشون کا مقابلہ سخت جانی سے کیے جاتی تھین۔ قلعہ دہلی اور نواح دہلی کی بعض عمارات کا ڈھہ جانا یہان آکر اور یہہ صورت دیکھکر حق بجانب معلوم ہونے لگا اور ہمین اپنی انصاف پسند اور رقیق القلب گورنمنٹ کی صاف نیتی کا اعتراف کرنا پڑا کہ باوجودیکہ غدر کے طوفان خیز زمانے مین باغیون نے کتنی تکلیفین دین اور یہی قلعہ دہلی ظاہرا پوربیون کا مرکز بغاوت اور برجہ سقاوت تھا۔ مگر پھر بھی ہماری عالی حوصلہ حکام نے ترک کرنے پر بھی یہان عمارتون کو برقرار رکھا۔ اور فتحمندی کے جوش اور پچھلی صعوبتون کے انتقام اور غیظ وغضب مین یادگار سلف کو مطلق معدوم نہ کیا۔ اور یہان حالانکہ کوئی ایسا رستخیز بھی کبھی واقع نہ ہوا۔ اور نہ سلطنت ہی مین کبھی کوئی انقلاب ہوا بلکہ صدیون سے ایک ہی خاندان مین متواتر چلی آتی ہے۔ مگر پھر بھی اوسی خاندان کے ایک جانشین نے غالبًا محض اس خیال سے کہ زمانہ سابق کی عمارتین موجودہ ضروریات کی عہدہ برآ نہین ہوسکتین اور فن تعمیر کی موجودہ ترقیات سے بے بہرہ ہین۔ ایک آن واحد مین اس طرح مٹا دیا گویا کبھی کچھہ تھا ہی نہین۔ قلعہ کی یہ حالت دیکھکر حکیم مومن خان مرحوم کا یہہ شعر بے ساختہ ہماری زبان سے نکل گیا ؎

دلی سے رام پور مین لایا جنون کا جوش ✣ ویرانہ چھوڑ آئے ہین ویرانہ تر مین ہم

نواب صاحب کو اگر قدیم طرز معاشرت ایسا ہی خلاف طبع تھا اور عموماً ہوتا بھی ہے تاہم اونہین کامل اختیار تھا کہ اپنی یا اپنے متعلقین کی رہائش کے لئے کسی اور جگہہ کو شہر سے دور انتخاب کرکے اپنی پسند کے مطابق عمارات جدیدہ کی بنیاد ڈالتے اور اونہین مین اپنی بود وباش اختیار کرتے جیسا کہ آجتک خسرو باغ مین کرتے ہین۔ ان سربفلک کشیدہ عمارات کو گرا دینے سے جو علاوہ یادگار کے قدیم فن تعمیر کا اعلی نمونہ ہین نہ معلوم اونہین کیا فائدہ آیا۔ بہرکیف اونہین اپنے آبا کرام کے بقائے نام اور اپنی قلمرو کی زینت کا خیال قدرتًا ہم سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ کوئی مصلحت پیش نظر ہوگی جو ہماری سمجھہ سے باہر ہے۔ ہم یہ لکھنا بھول گئے کہ قلعہ مین قابل دید فقط ایک مکان ہے جو قریب الاختتام ہے۔ اور نواب صاحب حال نے بصرف زر کثیر تیار کیا ہے۔ اور موجودہ فیشن کے لحاظ سے نہایت خوبصورت اور خوش وضع ہے۔ اسکا ہال نہایت وسیع۔ اور آس پاس کے کمرے بہت موزون۔ چھتین نہایت مرتفع۔ ہر ایک کمرہ مین زمانہ حال کے تکلفات اور ضروریات کا لحاظ علے وجہ الکمال رکھا گیا ہے۔ اور خوبی یہ ہے کہ رنگ بھی ہر ایک کا جداگانہ ہے۔ دیوارون اور چھتون پر منبت کاری کا کام نہایت نفاست سے کیا ہوا ہے ہوا اور روشنی کے تداخل کا اہتمام حکمت کے اصولون کے لحاظ سے کیا گیا ہے اور ساری عمارت کی ساخت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فیاض طبع بانی نے تعمیر کو درجہ کمال پر پہونچانے کے لئے کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔ اور روپیہ نہایت فراخ دلی سے خرچ کیا ہے۔ اور اگر دیگر عمارتون کا اہتمام بھی (جنکا ہونا اتنے بڑے احاطہ اور نیز نواب صاحب کے لاؤ لشکر اور متعلقین کے لئے ضروریات سے ہے) اسی کشادہ دلی سے ہوا تو دائی راجپور کا شاہی محل ہندوستان بھر مین لاجواب ہوگا۔

یہان سے شاہی اصطبل اور فراشخانہ کی سیر کرتے ہوئے ہم نے گاڑی والے سے کہا کہ ہمین شاہی قبرستان مین لیچلے۔ تاکہ لودس یا موسی کی فی الجملہ تلافی ہوجائے جو یہان آکر ہمین ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ ہمین یقین تھا کہ پرانی قبرون پر سیٹھ بخیر کو مداخلت کا موقع اور بوسیدہ گنبدون پر انیسوین صدی کی تہذیب کو دست اندازی کی ضرورت واقع نہ ہوئی ہوگی۔ ؎

اے اہل شہر مدفن ایمن خاکمان کجاست ✣ خاکم بفرق خواہگہ خسرو ان کجاست

ہمارا گاڑی والا جسے پہلے گھنٹہ کے گذر جانے پر ہماری ہی خدمت کو ناتجارت کے اصول پر سخت شاق تھا۔ چند مانع ہوا۔ مگر ہمارا شوق آخر کار غالب آیا اور وہان لے گیا۔ جہان ریاست کے اکثر فرمانفرما آسودہ ہین۔ یہ جگہہ حافظ جلال صاحب کی خانقاہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بزرگوار نواب محمد علیخان مرحوم کے عہد مین تھے۔ اور رام پور

اور نواح رام پور کے لوگون کو آپ کی خدمت مین بڑی حسن عقیدت اور نیاز تھا۔ چنانچہ سلاطین عہد بھی آپ کے حلقہ بگوشون مین تھے۔ بلکہ بسا اوقات امور سلطنت مین بھی آپنے جایز اور بزرگانہ مداخلت فرمائی۔ نواب محمد علیخان مرحوم کے عزل اور نواب غلام محمد خان صاحب کی جانشینی کے جھگڑے مین آپ کی ضمانت اور اقرار پر مدار رکھا جانا اور اہالیان فوج کے تخلف عہد پر آپ کی ناگہانی وقات تاریخی واقعات ہین۔ جن سے ہمین سروکار نہین ہمارا مقصد جو اس وقت پیش نظر ہے وہ یہ ہو کہ حضرت کے مزار فایز الانوار کے حوالی مین ریاست کے اکثر فرمانروا اور اونکے اخلاف واحفاد مدفون ہین۔ ہمین اس قبرستان مین جو زیادہ تر قابل تاسف بات محسوس ہوئی وہ یہ ہو کہ نواب کلب علیخان جیسے ممتاز تاجدار کی قبر خام ہو۔ اللہ اللہ وہ دریادل شہنشاہ جسکے خوان نوال پر لاکھون مساکین کی پرورش ہوتی تھی اور اب تک ہو رہی ہے۔ جسکی قدردانی اور ہنرپروری کی شہرت نے ربع مسکون کے علماء وشعراء اور اربابان کمال کو چار دانگ عالم سے کھینچکر رامپور مین لا اٹھایا تھا جسکے شوق تعمیر نے کوٹھی کوٹھریا کے عہد مین شاہجہانی نقشے لوگون کی آنکھون مین پھیر دیئے تھے اس طرح ایک کچی قبر مین آسودہ ہو اور حالانکہ مسند ریاست پر اوسکے آغوش عاطفت کا پروردہ اوسکا حقیقی پوتا متمکن ہو۔ مگر پھر بھی اوسکی آخری آرامگاہ سے ایسی بے خبری ہو۔

نواب صاحب مرحوم کی دینداری اور بے نفسی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حفاظ اور قاریون کے لئے تو لاکھون کی جایداد وقف کر گئے۔ مگر اپنی قبر کے لئے ایک تعویذ تک اپنی زندگی مین نہ بنوایا۔ یہ دردناک کیفیت دیکھکر کچھہ تو دل سرد ہوگیا۔ اور علاوہ بران چونکہ شام ہوگئی تھی اس لئے شہر مین سے ہوتے ہوئے ہم کانفرنس کیمپ کو واپس چلے گئے۔ یہان پہونچکر تھوڑی دیر بعد بعض پیرو نجات کے احباب سے ملاقات ہوئی جو خالی از کیفیت نہ تھی

ارسی شب کو ۸½ بجے سکول سکشن کا اجلاس ہوا۔ اس مین مولوی بشیر الدین صاحب نے فرمایا کہ شاہجہان پور مین جو ریزولیوشن اس مضمون کا پاس ہوا تھا کہ بعض وجوہ سے علیگڈھ کالج سے متعلق کیے جاوین اوسکی تجدید کیجائے اور علیگڈھ کالج کا پرنسپل اونکا پرنسپل قرار دیا جائے۔ مسٹر ماریسن نے فرمایا کہ مین اس کام کو اوس صورت مین کرسکتا ہون کہ ایک تنخواہ دار انسپکٹر میرے ماتحت ملازم رکھا جائے جو وقتًا فوقتًا اون مدرسون کا معائنہ کرتا رہے چونکہ آنریری انسپکٹر اچھی طرح سے کام نہین کرسکتے اسواسطے تنخواہدار کا ہونا ضروریات سے ہے۔ اسپر یہ تجویز قرار پائی کہ ایک گریجویٹ ساٹھہ روپیہ ماہانہ مشاہرہ پر تلاش کیا جائے جو اس کام کو انجام دیا کرے اور چونکہ بالفعل انسپکٹری کا کام چندان زیادہ نہین اس لئے وہ کانفرنس کے متعلق کام بھی کیا کرے۔ اور اوسکی تنخواہ کانفرنس کے اوس فنڈ مین سے ادا ہوا کرے جو وہ تنخواہ دار ایجنٹون کو دینا چاہتی ہو۔ ✣

رات کے گیارہ بجے جب ہم نے تہیہ خواب کیا تو ایک اور غضب کا سامنا تھا۔ آج کی شب نہ تو مچھرون کی خلل اندازی کی شکایت تھی اور نہ کھٹملون یا پسوون کی دستبرد کا شکوہ۔ مگر چوکیدارون کی اصدائے بے ہنگام نے نیند حرام کر رکھی تھی۔ یہ کمبخت محمد شاہی بلکہ اورنگ نے یہی لکیر کے پیٹنے والے ہر پانچ منٹ کے بعد اتنا شور مچاتے تھے کہ خفتگان لحد کو بھی کروٹ بدلتے ہی بن آئے۔ جہان زداد قصہ ہوا اور نیند چشم آشنا ہونے لگی وہین انہون نے اپنی جگر خراش چیخون سے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر کے وظیفہ کی تکرار کرائی۔ ہم انگریزون کی رعایا کے لئے جو برطانیہ کے عہد امن وآسایش کے خوگر ہو رہے ہین یہ حفاظت اور خبرداری کے انوکھے طریقے بالکل غیر مانوس معلوم ہوتے تھے۔ بہرکیف قہر درویش برجان درویش۔ اوہتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے جس طرح ہو شکارات کاٹی اور صبح وقت سے پہلے ہی کانفرنس کیمپ مین چلے گئے۔ ✣

اجلاس دوم

سب سے پہلے حضرت مرزا محمد تقی خان کمال الدین سخنور نے اپنا قصیدہ پڑھا جو صاحب ممدوح نے پچھلے ندوۃ العلماء کی مجلس مین بھی پڑھا تھا۔ چونکہ دونون مجلسون کے مقاصد متحد ہین اس اعتبار سے اسی قصیدہ کی تکرار اس مجلس مین بھی خالی از لطف نہ تھی۔ نظم کی خوبی حسن بیان۔ استخوان بندی الفاظ۔ ترکیبون کی دلنشینی۔ مضامین کی بندش کے لئے یہ کیا کم کفالت ہو کہ اس کے مصنف مرزا سخنور ہین جو قادر الکلامی مین ہندوستان مین اپنا جواب نہین رکھتے۔

جب مرزا صاحب فارغ ہوئے تو صاحبزادہ آفتاب احمد خان نے یہ ریزولیوشن پیش کیا:۔

(۱) اس کانفرنس کی یہ رائے ہو کہ مسلمانون مین خاندانی تعلیم بہت کم ہوگئی ہے اسکو ترقی دینے کے لئے پوری

کوشش کرنی چاہیئے - صاحب زادہ موصوف نے اثنائے تقریر مین جو اس بارہ مین فرمائی بیان کیا - کہ ہر ایک ملک مین قانونی تعلیم کے اکتساب سے بے شمار فواید ہوئے ہین - اس تعلیم کا لازمی نتیجہ یہ ہے - کہ اسکا متعلم طبعاً آزاد منش ہوتا ہے اور علاوہ برآن جوڈیشل ملازمت حاصل کرنے کی یہ ایک اعلیٰ درجہ کی سبیل ہے - اصحاب قانون پیشہ قومی تحریک کے معاملہ مین بالعموم امداد دیا کرتے ہین - اگر ہم اپنی متحدہ کوششون سے اس فرقہ کو ترقی دینگے تو ہماری قوم مین ایک تو فارغ البال جماعت پیدا ہوگی - اور دوسرا قوم کو خدام بکثرت ملینگے جنکی ہمین اشد ضرورت ہے - اگر جوڈیشل عہدون پر آپ اپنی قوم کے افراد بکثرت دیکھنا چاہتے ہین تو سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہین کہ اس قسم کی تعلیم مین زیادہ کوشش کرو - کیونکہ اب وہ رعایت کا زمانہ نہین ہے کہ خوشامد درامد سے کام نکلے - اب تو قابلیت اور لیاقت کا زمانہ ہے - گورنمنٹ کو اپنے عہدون کے لئے لائقون کی ضرورت ہے نہ نالائقون کی - اول ہمین لایق بننے کی کوشش کرنی چاہیئے - اسکے بعد جب قابلیت حاصل ہوجائے تو اپنے جائز حقوق کے مطالبہ مین حق بجانب ہوگا - مسلمان اگر ہمت سے کام لین اور محنت کو اپنا شعار بنائین تو یقیناً غیرون سے مقابلہ مین بڑھکر نکلین جیساکہ اکثر موقعون پر تجربہ نے مشاہدہ کرایا ہے - مگر اس بے وجہ غفلت کا کوئی علاج نہین - لایق محرک نے نہ فقط زبانی پند و نصیحت پر کفایت کی بلکہ اپنے طرز عمل سے ثابت کر دکھایا کہ وہ واقعی اس تجویز کو عمل مین لایا چاہتے ہین چنانچہ دو سال کے لئے دس روپیہ ماہانہ کے دو وظیفے دینے کا اقرار کیا جو کسی ایسے کم استطاعت طالب علم کو دیئے جائینگے جو خود کفیل نہ ہوسکے - اسپر دیگر بزرگوارون نے بھی وعدہ فرمائی جنکے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین :-

نواب عماد الملک بہادر پریسیڈنٹ ... دو وظیفے دوام کیلئے	مولوی عبد اللطیف صاحب منصف مراد آباد - ایک وظیفہ دو سال کیلئے
مولوی عبد الصمد صاحب وکیل غازیپور ... ایک وظیفہ دو سال کیلئے	مفتی فدا محمد صاحب بیرسٹرایٹ لاہور " " "
مولوی عبد الکریم صاحب وکیل امروہہ ... " " "	رحمان حسین صاحب تحصیلدار غازی پور " " "
خان بہادر مولوی مخاوت حسین صاحب وکیل شاہجہانپور " " "	انجمن محمدی علیگڈھ ..... " " "

منشی غلام محمد صاحب وکیل کاٹھیاوار نے اس تجویز مین یہ ترمیم پیش کی کہ ساری رقم کا بار ایک ہی شخص پر ڈالنا چنانچہ خود انہون نے ۵ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے ۵ روپیہ نقد وہین دیدیئے - یہ ترمیم چونکہ پسندیدہ تھی باتفاق رائے منظور ہوئی - اوسی وقت مولوی محمد تقی صاحب پیشکار بدایون نے ۵ روپیہ کا وعدہ کرکے ۵ روپیہ نقد دیدیئے اور مولوی عبد الحی صاحب وکیل بجنور نے ۵ روپیہ اور مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے دو سال کے لئے ۵ روپیہ ماہانہ عطا کرنیکا وعدہ فرمایا - منشی نادر علیصاحب وکیل میرٹھ نے ۵ روپیہ سالانہ کا وعدہ کرکے ۵ روپیہ نقد عطا کئے - حافظ محمد اسمٰعیل صاحب ۵ روپیہ کا وعدہ اور ۵ روپیہ نقد - راجہ نوشاد علی صاحب ساکن بارہ بنکی دو سکالرشپ ۵ روپیہ ماہانہ کے دو سال کے لئے - قاضی عزیز الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈھ ۵ روپیہ ماہانہ - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ۵ روپیہ سہوارہ ۵ روپیہ ماہانہ دو سال کے لئے - مولوی عبد العزیز صاحب اڈیٹر رہیلکھنڈ گزٹ ۵ روپیہ ماہانہ دوام کیلئے - مولوی فتح الدین صاحب وکیل علیگڈھ ۵ روپیہ فی سال دو سال کیلئے - اور نقد ۵ روپیہ - انجمن اسلامیہ لدہیانہ کی طرف سے عام تعلیم کیلئے ۵ روپیہ ماہانہ دو سال کے واسطے اور مالغہ ۵ روپیہ نقد - جب یہ چندہ ہوچکے اور روپیہ بھی وصول ہوچکا تو مولوی بہادر علیصاحب ایم اے ایل ایل بی نے ضابطہ پورا کرنیکے لئے رزولیوشن کی تائید کی اور باتفاق رائے پاس ہوئی - اسکے بعد شیخ عبد القادر صاحب بی اے ایڈیٹر پنجاب اوبزرور نے دوسرے رزولیوشن کو پیش کیا جسکا مضمون یہ ہے :-

(۲) کہ اس کانفرنس کی رائے مین مسلمانون مین انجینیرنگ کی تعلیم مین تحریک کرنا ضروری ہے - اور ایسی سہولتین بہم کرنی چاہئین تاکہ مسلمان طلبا را انجینیرنگ کالجون کے امتحان داخلہ کی تیاری اسلامی مدرسون مین کرسکین چونکہ شیخصاحب نے اپنی تجویز پیش کرتے وقت بڑی قابلیت اور فصاحت کے ساتھ پہلے رزولیوشن کے پاس ہونیکی طرز پر حملہ کیا تھا اور حق بجانب اونکے دلایل لاجواب تھے اس سبب سے ہم وہ تقریر بجنسہ درج ضمیمہ کرتے ہین تاکہ ناظرین آپ ہی اندازہ کرین کہ شیخصاحب کی بحث کس حد تک معقول اور درست تھی - نواب عماد الملک بہادر پریسیڈنٹ کانفرنس نے اگرچہ جواب دینے کی کوشش کی اور نظر بحالات اونہین مناسب بھی تھا کہ کچھ نہ کچھ تو تسبیہ کرتے - مگر خود نواب صاحب ممدوح کی انصاف پسند طبع بخوبی جانتی ہوگی کہ شیخصاحب کے دلایل کیسے پُرزور تھے اور اون سا حاضر جواب اور معقولی بھی اس مین عہدہ برآ نہ ہوسکا - واقعی شیخصاحب کو حسن اتفاق سے ایسا مناسب بحث

باتھ آگیا تھا کہ اون کے صحیح اعتراض کا جواب اتنی بڑی مجلس مین کسی سے اوا نہ ہوا - یہ پروسیجر کی غلطی جو محض نیک نیتی سے جوش ہمدردی مین ہوگئی تھی کہ رزولیوشن کو باضابطہ پاس کرنے سے پہلے ہی اوسپر عملدرآمد شروع ہو ایسی غلطی نہ تھی جسکا کوئی مطمئن یا مسکت جواب دیا جاسکے - بہرکیف کچھ ہی کیون نہ ہو نتیجہ نہایت مفید ہوا کہ ایک معقول تعداد ذمیندون کی جمع ہوئی جس سے امید بلکہ یقین ہے کہ قوم کے محتاج مگر لایق طلبا کو معقول امداد ملے اس رزولیوشن کی تائید مولوی بشیر الدین صاحب اور مولوی نور الحق صاحب نور اور منشی نثار حسین صاحب نے بڑی قابلیت سے کی - جب پاس ہوا تو صاحب پریسیڈنٹ نے ایک وظیفہ ۵ روپیہ ماہانہ کا مسمی کیسو پرشاد صاحب ممبر کونسل کی طرف سے اور ایک وظیفہ ۵ روپیہ ماہانہ کا مسمی حکیم محمد احسن خان صاحب ممبر کونسل کی طرف سے دو سال کیلئے اور ایک وظیفہ ۵ روپیہ ماہانہ کا مسمی نبی احمد صاحب نے اور ایک وظیفہ ۵ روپیہ ماہانہ کا مسمی غلام نبی صاحب نے دو سال کیلئے اس شرط پر دینا منظور کیا - کہ اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم کو دیا جائے - مولوی عبید اللہ صاحب ساکن اٹاوہ نے ایک وظیفہ دس روپیہ ماہانہ اٹاوہ سکول کے طالب علم کے لئے دینے کا وعدہ فرمایا -

اس کارروائی کے اختتام پر نواب محسن الملک بہادر نے یہ اعلان کیا کہ ملک مبارز خان صاحب رئیس وزیر شاہپور نے ابھی مبلغ پانسو روپیہ عطا فرمایا ہے - اور یہ روپیہ اُس موعودہ رقم کی دوسری قسط ہے جو ملک صاحب موصوف نے لاہور کانفرنس کے موقع پر سرسید میموریل فنڈ مین دینے کا وعدہ کیا تھا اور جسکی تعداد پندرہ سو تھی اور جس مین انہون نے پانسو روپیہ اوس وقت دیا تھا - سب نے نعرۂ تحسین بلند کیا - اور یہ مجلس ٹھیک بارہ بجے بڑی کامیابی کے ساتھ دو گھنٹہ کے لئے برخاست ہوئی - کیونکہ نماز جمعہ کا وقت قریب تھا - (باقی آئندہ)

مسیحی مشنری اور امیر کابل

- مصر اللواء لکھتا ہے کہ حال مین جو مراسلہ دربار افغانستان کے ایک ہندوستانی عہدہ دار نے بھیجا اسکا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ امیر عبد الرحمن خان بہادر والی دولت خداداد افغانستان (خلد اللہ ملکہ!) سے کرسچین مشنریون نے یہ التجا کی تھی کہ ہمین سرزمین افغانستان مین داخل ہونیکی اجازت عطا فرمائی جائے - اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ وحشی اقوام مین تہذیب و شائستگی پھیلائین اور علوم و فنون جدیدہ کو رواج دین جنپر تمام اقوام کی ترقی بھروسہ کئے ہوئے ہے - دیگر اسلامی ممالک مین جہان ہم بڑی عرقریزی اور خلوص دل سے کوشش کرکے ان اُمور کے حصول مین کامیاب ہوچکے ہین اور ہونیکی امید ہے - کہ وہان سے جہالت و کہالت معدوم ہوگئی اور ہوتی جاتی ہے - مغربی تہذیب و شائستگی کا رواج ہوچلا ہے - علم کی روشنی نے اُن ممالک کو منور کردیا - اور شائستگی سے استفادہ کئے ہوئے ابنائے ملک کی جد و جہد نے انکو خوشحال و فارغ البال اور ان کے وطن کو سرسبز و شاداب بنادیا ہے - کیا ہز ہائینس ہمین ایسی عمدہ اور اعلیٰ اغراض شائع کرنے کی اجازت نہ دینگے جبکہ ہماری یہ خواہش اور التماس محض ہمدردی بنی نوع پر مبنی ہے ؟ مشنریون کی یہ درخواست اگرچہ بظاہر نہایت مناسب و موزون اور بالکل قابل قبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس امر سے آگاہ ہونے پر کہ ان لوگون کی مہذب خود غرضی ہمیشہ مٹھی چھری کی مصداق ہوتی ہے اور غیر مذاہب کے حق مین ان کی اکثر مساعی صریحاً زبون نتائج کا موجب ہوا کرتی ہین - کوئی شخص ایک لمحہ کیلئے بھی باور نہین کرسکتا کہ امیر عبد الرحمن خان جیسا بیدار مغز اور مآل اندیش ایشیائی فرمانروا کبھی ان پادریون کے دمون مین آکر انہین پاس بھی پھٹکنے دیگا - پس یہ امر تو یقینی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ امیر صاحب نے اس چکنی چپڑی درخواست کو بے نیل مرام ناکام مسترد کیا - مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ ہز ہائینس نے کن الفاظ مین اور کس اسلوب سے ان حضرات کو ٹالا - سو واقعی جس خوبی و خوبصورتی سے اور جیسا معقول مدبرانہ جواب آپنے دیا اسکا حصہ تھا - بدبرانہ سنجیدگی اور اخلاقی جرأت رشتانہ تحکم اور عاقلانہ دوراندیشی اسی کو کہتے ہین - امیر صاحب جواب مین فرماتے ہین کہ :- "ہماری افغان مذہب اسلام کی یقیناً پوری پابند ہین - وہ پادریون اور یورپین تاجرون سے سخت نفرت کرتے ہین - کیونکہ قوم افغان کا یہ خیال ہے کہ وہ (یعنی پادری) مشرقی بلاد مین فقط اس غرض سے داخل ہوا کرتے ہین کہ ملک مین فتنہ و فساد برپا کرین - استقلال اور خود مختاری کی بیخ و بن اکھاڑ دین - اُن کے ممالک ان سے چھین لین رعایا کو ذلیل و خوار کرین - انکی آزادی کو برباد کردین - اور تعلیم و تربیت - تہذیب و شائستگی اور دعوئ تجارت اس پردے کا نام ہے جو انہون نے مشرقی اقوام کی پھانسنے کیلئے تیار کر رکھا ہے - یہ جو تم دعوی کرتے ہو کہ دوسری اسلامی حکومتون مین ہمکو آزادی عطا کیگئی ہے - ہان مین تمہارے اس دعوی کو تسلیم کرتا ہون مگر مین اس بات کو تسلیم نہین کرسکتا کہ تم وہان صلحکاری اور امن پسندی سے رہتے ہو - بلکہ تمہارے اس ادعا کے خلاف بہت سے شواہد پائے جاتے ہین - ارسن اور کریٹ کی بانی فساد کون ہے؟

ہامبرگ یہ خبر سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان عبد الحمید خان کا ارادہ ہے کہ ممالک چین مین ایک مذہبی مشن روانہ کرین۔ اس مشن کے ارکین حسب ذیل ہونگے۔ دو عالم جو اعلاء کلمۃ الحق کرین اور مسائل مذہبی کی تعلیم اور منادی کرینگے اور دو ترجمان۔ اور چار سول افسر جو وقتاً فوقتاً اونکی حفاظت اور دیگر امور سیاسی مین اہتمام کرسکین۔ اس تجویز کی نسبت اگرچہ فرمان سلطانی ابتک نافذ نہین ہوا تاہم تجویز قریب تکمیل کے پہونچ گئی ہے۔ اور مجلس وزراء نے اسپر غور کرکے فیصلہ کرلیا ہے اور بارگاہ خلافت مین صدور ارشاد کے لیئے استدعا کی ہے۔ ہم مدت سے کسی ایسے سلسلہ کی دل سے تمنا کرتے آئے ہین۔ اور ہمیشہ چاہتے رہے ہین کہ ضرور کوئی ایسا سامان بہم ہون جس سے چین کی پانچ کروڑ مسلمانون کو بھی دیگر برادران دینی سے کوئی نہ کوئی توسل پیدا ہو۔ تاکہ دنیوی معاملات مین اونکی فلاح یا کم سے کم اونکو واجب تظلم کی دادرسی ہوا کرے۔ ابھی تھوڑے ہی دنون کا ذکر ہے کہ اتحاد اسلامیہ کے آرٹیکل مین جو کئی ہفتون تک مسلسل و مکمل مین شایع ہوا ہے ہمنے بالصراحت اس ضرورت کو دلایل اور مشاہدات سے ثابت کیا تھا۔ یہ ادعا تو ہماری بساط سے باہر ہے اور یہ کہنا تعلی مین داخل ہوگا کہ ہماری سفارش پر حضرت خلافت پناہی نے یہ قدم لیا ہے مگر ایمین شک نہین کہ وکیل کی داجبی تجویز آخر کار مقبول کے درجہ تک پہونچی۔ اور سلطان نے اپنا فرض امانت ادا کیا کیونکہ خلیفۃ المسلمین ہونیکا دعوی کرنا اور پھر اتنے کثیر التعداد کلمہ گو نکے حال سے غیر رہنا واقعی اونکے منصب خلافت کے شایان نہ تھا۔ اس مشن کو یقیناً ہر طرح سے بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ کیونکہ ایک تو اسلام کے سیدہے سادے اصول اور دین برحق کے سریع الفہم اور دلنشین معتقدات جو دیگر مذاہب کی پیچیدگیون سے مطلق مبرا ہین۔ ہزارون بلکہ لاکھون چینیون کو گرویدہ کرینگے۔ اور دوسرے ابتک مسلمانون کو جو آج تک بالکل بیکسی اور کس مپرسی کے عالم مین پڑے تھے ایک گونہ پشت گرمی ہوگی۔ اور کسی اڑے وقت پر اونہین بھی امید ہوگی کہ ہمارا پرسان حال کوئی نہ کوئی ضرور ہے۔ اور جسطرح دیگر ممالک کے مشن اپنی اپنی گورنمنٹون کو حکام وقت کی تغیر رویون سے وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہتے ہین اسطرح یہ مشن بھی حضرت خلافت پناہی بلکہ دنیائے اسلام کو وہان کے عمال کی جاؤ بیجا کارروائیون سے باخبر رکھیگا۔ ہم یہ بات متواتر کہہ چکے ہین اور اب مکرر کہنے مین عار نہین رکھتے کہ ہمارے ملک مین خلیفۃ المومنین کو کسی ایسی کارروائی کی مطلق ضرورت نہین۔ کیونکہ خوبی قسمت سے ہماری گورنمنٹ معاملات مذہبی مین کامل طور پر منصف مزاج ہے۔ مذہبی ارکان مین کسی قسم کی مداخلت نہین۔ ہر ایک مذہبی فریضہ عام اس سے کہ بڑا ہو یا چھوٹا پوری آزادی کے ساتھ ہم کرسکتے ہین۔ اور حکام وقت کیطرف سے کسی طرح کی مزاحمت نہین ہوتی۔ لیکن ایسی سلطنتون مین جیسی کہ چین ہے ایسے مشن کا ہونا ضروریات سے ہے۔ یہان کے عمال تعصب مذہبی اور تنگ خیالی کے سبب سے کسی اور طریق پرستش کو دیکھ نہین سکتے۔ اور یہ آئے دن کے فساد جو عیسائیون کے ساتھ ہوتے رہتے ہین اور جس کے سبب سے ہزارون بیگناہ مسیحون کے خون مدر ہوئے ہین۔ اور جس کا قدرتی نتیجہ موجودہ بدامنی اور زدلت ہے انہین تنگ نظر عمال کی فاسد خیالات کا ثمرہ ہے۔ اور وہ قیامت خیز معرکہ جو چینی مسلمانون نے تنگ آکر کیا تھا حکام وقت کی حماقت کا نتیجہ تھا۔ اس فساد مین جو کچھ خونریزی اور کشت وخون ہوا تھا وہ زمانہ سے پوشیدہ نہین۔ ہزارون مسلمان شہید ہوئے۔ اور گورنمنٹ چین کو بھی وہ عام رستخیز دبانے مین کچھ کم مصیبت پیش نہ آئی تھی۔ ہم دعا کرتے ہین کہ یہ مشن اپنے اغراض اور مقاصد مین کامیاب ہو اور چین کے مسلمان بلکہ کل باشندگان مملکت اوسکی برکتون سے مستفیض ہون ٭

ریوٹر نے جو تار مین اطلاع دی تھی کہ جرمنی اور ٹرکی مین سخت بدمزگی پیدا ہوگئی اوسکی حقیقت اخبارات ولایت سے اب ظاہر ہوئی ہے کہ ایک خفیف سی معاملہ کو اسقدر مہیب شکل مین ظاہر کرنا انہین حضرات کا کام ہے۔ بات یہ ہے کہ جب چین کا معاملہ چھڑ گیا تو جرمنون کو چین کے رستہ مین ایک ویسی جزیرہ کی ضرورت محسوس ہوئی جہان وہ جہازونکے لیئے کوئلہ کا ذخیرہ رکھ سکین۔ اونہون نے بابت سی کوئلے بڑا یر سمائرا مین جمع کیئے اور بعد ازان بابعالی سے درخواست کی کہ بحیرہ آجہ مین ایک اور جزیرہ اسغرض کے لیئے اونکی تحویل مین دیا جائے۔ بابعالی نے اس تجویز کو قبول نہ کیا۔ اور معاملہ یہین رفت گذشت ہوگیا۔ مگر کچھ دنون بعد جرمنی جہاز برزوگ کے افسرون نے کامرانکی متصرف اگوزیر کو اطلاع دیکر جزیرہ قوام مین بہت سی کوئلے اتار لیئے۔ یہ بات ترکونکو ناگوار گذری تو اونہون نے سفیر جرمنی متعینہ بابعالی

سے اسکی وجہ پوچھی جس نے جواباً یہ کہا کہ جرمنی کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ قلمرو عثمانیہ مین ہر جگہ محصول دیکر کوئلہ یا دیگر اسباب اتارے اور چونکہ ہم اب بھی محصول چونگی ادا کرنیکو تیار ہین اسلیئے کوئی مزاحمت نہین ہوسکتی۔ اور ہمارا منشا بالکل نہین کہ جزیرہ پر تصرف کرین۔ بلکہ محض نقطہ یہ ہے کہ چین کے رستہ مین کوئلون کی نہ ہونیسے ہمارے جہازونکی آمد و رفت مین کوئی دقت عاید نہ ہو۔ بابعالی نے اسکے جواب مین یہ کہا کہ چونکہ واقعی جرمنونکو ایک ایسی گودام کی ضرورت ہے۔ اسلیئے ہم آمادہ کرسکتے ہین کہ ہمارا صیغہ بحریہ ایک گودام قایم کرے جہان سے جرمن اور دیگر ممالک بھی کوئلہ لیسکین۔ یہ بات جرمنون کو ناگوار تھی مگر آخر کار اون دوستانہ تعلقات کی لحاظ سے جو ان دو سلطنتون مین اسوقت موجود ہین جرمنی نے بابعالی کی اس تجویز کو اس خفیف ترمیم کے ساتھ منظور کرلیا کہ سلطنت عثمانیہ کا صیغہ بحری ایک بڑا ذخیرہ کوئلون کا قایم کرے۔ جہان جرمن والا بھی اپنے کوئلہ جمع رکھین۔ اور اس ذخیرہ مین سے جرمن اور نیز ممالک غیر کے جہازونکو کوئلے لیسکین اسطرح پر یہ خفیف معاملہ جو بقول روٹر ایک بڑا فساد ظاہر کیا گیا تھا باتون باتون مین طے ہوگیا اور دونو سلطنتون کی اتحاد یا یکجہتی مین سرمو بھی فرق نہ آیا ٭

لارڈ بشپ کلکتہ نے گذشتہ اتوار کو وعظ کرتے وقت یہہ دو انوکھی تجویزین کین جن سے لارڈ صاحب ممدوح کی مذہبی سرگرمی تو ضرور پائی جاتی ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی قیاس کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مصلحت اندیشی اور ہندوستانیون کے عادات اور خیالات سے بالکل ناآشنا ہین۔ انہون نے بیان کیا (۱) کہ تمام سرکاری مدرسون اور درسگاہون مین انجیل مقدس کی تعلیم دینا ضرور ہے اور جن طلباء کے والدین کو یہہ امر ناگوار ہو انکے لڑکے اوس وقت حاضر نہ ہوا کرین۔ (۲) سرکاری افسر مطلق ایسی مجلسون مین شامل نہ ہوا کرین جہان ناچ ہوا کرے اور اس رسم کو اخلاق کے خلاف سمجھکر اوسکو مسدود کرنیکی کوشش کرین۔ پہلی تجویز کے بارہ مین اسقدر کہنا ضرور ہے کہ یہ مسئلہ بارہا بحث مین آچکا ہے اور آخر کار بڑی بحث اور تکرار کے بعد بڑے بڑے مدبرونکی یہی رائے قرار پائی کہ ہندوستان بباعث اپنے مختلف مذہبون اور متفرق رسوم اور معتقدات کے ایسا ملک نہین جس مین ایک ہی مذہب کی تعلیم اور ایک ہی قسم کا طریق پرستش جاری ہو۔ یہانکی سرزمین ہی کچھ ایسی زرخیز واقع ہوئی ہے کہ ہمسایہ ہمسایہ کے معتقدات مین شریک نہین اور گورنمنٹ خواہ کتنی ہی کوشش کرے یہ ممکن نہین کہ اونکے خیالات مین کوئی انقلاب پیدا کرنے مین کامیاب ہوسکے اور نہ کوئی منصف مزاج گورنمنٹ کبھی ایسا کریگی۔ رہا دلایل اور براہین سے کسی مذہب یا خاص فرقہ کی خوبیان دلنشین کرنا اوسمین مضایقہ نہین بشرطیکہ تحکم کیساتھ نہ ہون۔ لیکن جہان حکومت کی مداخلت کی بو بھی ہو خواہے نہ خواہے بدظنی ہوجاتی ہے جو نہ تو گورنمنٹ کو منظور ہے اور نہ رعایا پسند کریگی۔ دوسری تجویز کی نسبت مفصل حالات لکھنے کی ہمین اس مختصر نوٹ مین گنجائش نہین۔ مگر بسبیل ایجاز ہم اسقدر لکھنا ضرور سمجھتے ہین کہ فاحشہ عورتون سے (جن کے ناپاک وجود سے کوئی سرزمین خالی نہین۔ اور شائستہ سے شائستہ ملک بھی اونکے شر مناک اور زہریلے اثر سے متاثر ہین) قطع نظر کرکے خاص ہندوستان کے ارباب نشاط ان عیوب سے بالکل مبرا ہین۔ ہماری مراد ان عورتون سے ہے جو واقعی ارباب نشاط کے لقب کی مستحق ہین۔ اونکے کسب معیشت کا مدار فقط گانے پر ہوتا ہے اور فحش اور حرکاری سے اونکی زندگی کا ہرگز مدار نہین۔ ہمنے اپنی آنکھون سے دہلی کی مسجد جامع مین کئی ایسے ارباب نشاط کو دیکھا جو صوم وصلوٰۃ کی پابند تھین۔ ہماری دیکھنے پر کیا موقوف ہے برنیر جو عالمگیر کے زمانہ مین ہندوستان مین آیا تھا وہ انکی پاکدامنی کی تعریف کرتا ہے اور اون سے ملاقات بڑھانیکو خالی از خلل خیال کرتا ہے۔ برنیر کا قصہ پرانا اور اسکا مشاہدہ بوسیدہ سہی انہین لارڈ بشپ صاحب کے جانشین ماسبق لارڈ بشپ ہیبر نے بھی نسبت یہ رائے قایم کرتے ہین۔ ہیبر نے بھی بنگالہ کی مجلس رقص سرود مین شامل ہو۔ نڈیان جو مجرا کرتی تھین انکی رقص قطع مین کوئی ایسی بات نہ تھی جو مخرب اخلاق ہوسکے۔ اون کی بدن پر اس قدر کپڑے اوپر تلے تھے کہ اونکے بدن کا کوئی حصہ بھی نظر نہ آتا تھا انکی ہیئت کذائی بجنسہ ہالینڈ کی مورتونکی سی تھی۔ بشپ ہیبر اس قسم کی محفلون کو یہانتک محفوظ و مصون سمجھنے لگے تھے کہ وہ بعد مین لیڈی میگناٹن کو لیکر کلکتہ کی فراخ مین ایکبار ویسی ہی محفل مین شامل ہوئے جسکی نسبت انہون نے اپنی یادداشت مین حسب ذیل الفاظ لکھے ہین "مین نے انگلستان مین کبھی ایسا مجرا نہین دیکھا جو بدتہذیبی اور خلاف اخلاق حرکات سے ایسا پاک ہو" آرچ بشپ اوف کینٹربری انگلستان کی اسقف اعظم کو یہ کبھی نہ سوجھی کہ انگلستان کی تھیٹرون کو بند کرے اور نہ آج تک پوپ روم نے فرانس اور دیگر کیتھولک ممالک مین تھیٹرون کی مناہی کی نہ معلوم ہمارے لارڈ بشپ کو یہہ

افتتاحی اڈریس آنریبل مسٹر نرائن گنیش چندر واکر پریسیڈنٹ سولھویں انڈین نیشنل کانگرس۔ لاہور۔

صاحبان ڈیلی گیٹ! مین آپکا اوس عزت کیلئے جو آپنے مجھ کو اس عہدہ کیلئے انتخاب کرکے بخشی ہے اظہار حس مہربانی کے ساتھ آپنے میرا استقبال کیا ہے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔ کانگریس کے پریسیڈنٹ کی نامزدگی کو ہر سال تمام ملک کو نہایت دلچسپی ہوتی ہے اور پار سال تک جنہون کو آپنے منتخب کیا اونکا حق اس عہدہ کیلئے میری نسبت کہین زیادہ تہا۔ انہین وجوہ سے مجھ کو پریسیڈنٹ ہونیکے تعلق آپ کی دعوت منظور کرنیمین بیشتر کسی قدر تکلف تہا۔ اس عہدہ کی ذمہ داریون سے واقف ہون جو آپکی مہربانی سے مجھ کو نصیب ہوا ہے اور مجھکو اپنی کم لیاقتی کا حال بھی معلوم ہے۔ مینے آپ کے حکم کی جسکو مین اپنے ملک کا حکم خیال کرتا ہون تعمیل مین عذر نہین کیا صاحبان! اب مین آپکے ہاتھ مین ہون۔ مین جس حالت مین ہون اور جن عیوب مین مبتلا ہون آپ کو میری دستگیری کرنی چاہیئے۔ آپکو اون عیوب کے قبول مین جو آپنے مجھ پر ظاہر کیا ہے اگر مین کچھ کہہ سکتا ہون تو یہ کہ حتی الامکان مین اپنے کو اسکا سزاوار بنانیکی کوشش کرونگا۔ چونکہ مجھے اپنی ذات پر پورا اعتماد نہین ہے لہذا مجھکو امید ہے اور جرأت پڑتی ہے کہ مین بھی اون اصحاب کی بدولت جو میرے سامنے ہین اپنے فرائض پورے طور پر ادا کرسکونگا۔ یہ واقعہ یاد کرکے کہ آپ لوگ جن کی غور و فکر سے مین مجلسی کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا ہون۔ تمام سرگرم اصحاب ہین اور صدق دل سے اپنے ملک کی شیدائی۔ میری طبیعت بیٹھ نہ جاتی ہے آپکی اعانت و ہمدردی سے مین امید رکہتا ہون کہ جو اعزاز آپنے مجھکو بخشا ہے اوسکے ناقابل نہ ثابت ہونگا۔ یہ وہ اعزاز ہے جسکی مین نہایت قدر کرتا ہون۔ کیونکہ لاہور مین اس کرسی پر متمکن ہونیکا اعزاز بہ حیثیت جانشین مسٹر دادا بھائی نوروجی جیسے شریف النفس صاحب کے میرے حصہ مین آیا ہے۔ گو شروع سے مین کانگرس کے جلسونمین شریک ہوتا رہا لیکن عرصہ دس سال کی غیر حاضری کے بعد یہ پہلا مرتبہ ہے کہ کانگرس مین شریک ہوا ہون۔ گو اس عرصہ مین مینے اپنا تعلق کانگرس سے ہرگز قطع نہین کیا۔ لیکن مین آپ سے اپنے جذب دل کو یہ کہکر پوشیدہ رکہنا نہین چاہتا کہ مین اب پہر اپنی قدیم عزیز چیز سے ملاقی ہوا ہون۔ اگر کسی شاعر کا یہ قول صحیح ہے کہ "مختصر سی غیر حاضری واپسی کی لطف کو دوبالا کرتی ہے" تو میری اس واپسی کے لطف کا کیا پوچہنا ہے۔ کیونکہ مدت زیادہ گذر گئی تہی۔ مین نے زمانہ سابق پر غور کرکے یہ پاتا ہون کہ عرصہ دس سال مین کانگریس نہایت مستحکم اور زوردار ہوگئی ہے۔ جس سے طبیعت کو یک گونہ اطمینان ہوتا ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ آپکے میر مجلس کو اس عظیم الشان جلسہ مین اپنی افتتاحی تقریر کا بہتر حصہ کانگرس کے خلاف اعتراضات و نکتہ چینیون کے پیش کرنے مین صرف کرنا ہوتا تہا۔ بعض مختلافات تلخ اور غلط فہمیون کی وجہ سے جن کا ہماری اس تحریک کے تکمیل ہونا پڑتا مقابلہ کرنا ہوتا تہا۔ ہمارے ان دعوون مین کہ کانگریس "قومی جماعت ہے۔ وفادار ہے" لوگون کو کلام تہا۔ لیکن اب یہ باتین کم و بیش ایک پرانا افسانہ ہین۔ اور وہ شور و شر کی آوازین جو پہلے ہماری چاردن طرف گونج رہی تہین سنائی نہین دیتین اور بالفرض گاہے گاہے سوقت بھی جو ہمارے کانون تک پہونچتی ہین تو وہ کم یا زیادہ اون مردہ اعتقادون کی دبی آوازین ہین جو ہمکو اس امر کی یاددہانی کا کام دیتی ہین کہ باوجود ان تمام باتون کے کانگریس روز بروز ترقی کرتی گئی۔ اور اگر مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ اب اسوقت کیا حالت ہے؟ تو مین بیجا جواب دونگا کہ انڈین نیشنل کانگریس زمانہ شور و شر اور مخالفت سے جان بر ہو کر وہ کامیابی حاصل کرتی رہی کہ لیجسلیٹو کونسل کی توسیع ہوئی "ویسی کمیشن" مقرر ہوا۔ اور آج اسکو وہ دن نصیب ہے کہ سابق سے زیادہ اپنی ہستی کا ثبوت کامل بہ حیثیت تمدنی کانشنس ہند دے سکتی ہے۔ آپ ذرا اپنی حالت پر نظر ڈالیئے اور غور کیجیئے کہ وہ کیا وجوہات ہین جنہون نے ہمکو آج یہان لاکر یکجا کیا ہے جس وقت آپ پارسال بصدارت مسٹر رومیش چندر دت جیسے نیک نہاد و راستباز میر مجلس کے یکجا ہوئے تہے آپ کے مکان پر غضب کی بلائے ناگہانی نازل ہوئی تہی اوس شریف النفس مدبر سے بڑہ کر جس کے ہاتھ مین آج ہماری گورنمنٹ کی عنان حکومت ہے اور کون شخص زیادہ مستند ہو سکتا ہے۔ اور اسکا بیان ہے کہ "یہ قحط ایسا غضبناک و پراشوب ہے کہ ہندوستان مین نے کبھی دیکہا اور نہ سنا۔ آپکے ملک مین دو مرتبہ قحط پڑا۔ اور یہ دو قحط بمقابلہ سابق کے پیمانے نازل ہوئے۔ رعایا کی کس مصیبت مین مبتلا ہوگئی۔ کیا کیا مصایب جہیلنا پڑین۔ ان تمام آفات کے ساتھ یہ قحط ایک سبق دینے مین بھی کارگر ہوا ہے کہ ذمہ دار مدبر ہمیشہ سے زیادہ ہوشیار ہو کر اب انڈین نیشنل کانگریس کے اوس اہم مسئلہ کی ضرورت کی جانب رجوع ہوئے ہین جسکو یہ جماعت اپنے زمانہ آغاز مین مقدم سمجہتی تہی جس کو آج عرصہ سولہ سال کا ہوتا ہے۔ سر اتر اپنے فرمانروا کی کیخدمت مین زور کے ساتھ پیش کرتی آئی ہے۔ یہ مسئلہ دوسرے نہایت مختصر اور معقول الفاظ مین بیان نہین ہو سکتا بجز اون الفاظ کے جو مین انڈین نیشنل کانگرس کے اجلاس دوم منعقدہ ۱۸۸۶ء مین بمقام کلکتہ بصدارت مسٹر دادا بھائی نوروجی ستارج مدبران ہند اپنا دوسرا رزولیوشن منظور فرمایا تہا۔ وہ رزولیوشن یہ تہا۔

"یہ کانگریس دلی ہمدردی کے ساتھ خیال کر رہی ہے اور بہت افسوس و اندیشہ کے ساتھ وسیع آبادی ہند کے روز افزون افلاس کو دیکھ رہی ہے۔" بعد ازان ہر ایک اجلاس کانگریس مین اس اہم مسئلہ پر زور دیا گیا۔ تجاویز اوسکے متعلق منظور کیگئین اور تقریرون سے یہ امر کھلا یا گیا کہ ہندوستانی جماعتون مین افلاس کا دن بدن ترقی کرتے جانا کیسی نازک حالت بتا رہا ہے۔ لیکن مصلح قومین بہت دیر مین حرکت کرتی ہین۔ اور اوس عظیم تحریک کو جسکی سوسال سے ایزدی نہ ہو۔ اس حالت مین بمقابلہ دیگر حالتونکے توپ زیادہ تر شاہد ہے۔ آپ سب صاحبان انگلستان کی "فری ٹریڈ ایجی ٹیشن" کی حالات سے واقف ہونگے۔ کئی سال کا عرصہ گذرا کہ اس مسئلہ پر ذکر کرتے ہوئے مسٹر برائٹ نے بیان کیا تہا کہ حامیان "فری ٹریڈ" کو اس ایجی ٹیشن کے قایم رکہنے مین بڑی بڑی شکلونکا سامنا ہوا۔ لیکن جب تائید ایزدی ہوئی۔ ملک مین قحط کی بلا نازل ہوئی۔ ذمہ دار مشیر سلطنت مسئلہ فری ٹریڈ پر ایمان لائے۔ اور مسٹر کابڈن کی فتح حاصل ہوئی۔ مقصد بر آیا۔ اندنون ہمارے ملک مین ہماری حالت کچھ ایسی ہی نظر آرہی ہے۔ حال کا دور قحط قحط نہ تہا۔ بلکہ تائید ایزدی تہا جس کے بہانہ کانگریس کی فریاد نے اثر کیا۔ اور اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہمارے چاردن طرف یہ آوازین آرہی ہین "آخر کار کانگریس برحق نکلی" کیونکہ جس حالت مین حضور وائسرائے نے اپنے بیانات متعلق قحط مین گجرات جیسے صوبہ کے متعلق جو عام طور پر مالدار صوبہ خیال کیا جاتا ہے یہ بیان فرمائین کہ "رعایا کی کمزوری و ناقابلیت برداشت نے لوکل گورنمنٹ کی ہوش بگاڑ دیئی ہین" تو ہم بھی صاف طور پر کہہ سکتے ہین کہ کانگریس کا آغاز تحریک یہ دعوی کرنا کہ "توسیع آبادی ہند مین روز بروز افلاس کو ترقی ہوتی جاتی ہے" اب عملاً اون اصحاب کے مقبول خاطر ہوا جن کے ہاتھ مین اس ملک کی قسمت کا فیصلہ ہے۔

مین کسیطرح سے یہ بات قایم کرنا نہین چاہتا کہ گورنمنٹ نے سابقاً اس مسئلہ کو بالکل فراموش کر دیا یا ہماری گورنمنٹ کو مطلق خیال ہی نہ تہا کہ یہ کیسا اہم مسئلہ ہے۔ میری یہ مراد ہی نہین کہ گورنمنٹ نے اس مشکل کا سامنا کرنیکے لیئے اس وقت تک کچھ نہین کیا۔ میرا ایسا بیان گویا اون برٹش مشیرون کو ناانصافی کے ساتھ یاد کرنا ہوگا۔ جو متواتر اس مسئلہ کیطرف توجہ مبذول کرا رہے ہین اور جنہون نے اس طریقون پر اون نقائص کے دفعیہ کی تدابیر اور مشورے بھی پیش کئے ہین صرف مسٹر دادا بھائی نوروجی کی تحریرون و تقریرون کے مطالعہ سے پایا جاویگا کہ اونکو عرصہ بیس سال سے مسئلہ افلاس ہند پر توجہ مبذول کرانے مین بہت کچھ استحکام علاوہ دیگر امور کے بہت سے برٹش حکام و منتظمین ہند و ستانکی آرائے سے حاصل ہوا۔ لیکن میرا منشا یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے اس مسئلہ کو اوس وسعت کمال اور جوش کے ساتھ حل کرنے کی کوشش نہین کی جو اوصاف ممتاز اور برٹش سیاست اور ایسی عظیم الشان برٹش سلطنت کے مین جیسی ہماری حضور ملکہ معظمہ کی سلطنت ہندوستان مین ہے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے اور اوسکو حل کرنے مین ہماری گورنمنٹ نے جو پالیسی اختیار کی ہے وہ وہ پالیسی ہے جس کو لارڈ ورنبری صاحب "تہوپ تہاپ" کی پالیسی کہین گے۔ یہ سن کر متحیر نہ ہونا چاہیئے گو ہم بہت کچھ افسوس کرین۔ ہمین مطلق جائے شبہ نہین ہے کہ برٹش سیرت کی باعتبار بہت سے امور کے تعریف و قدر کرنا بجا ہے۔ اس قوم مین عملی طباعی واقع ہوئی ہے۔ اسکا ادائے فرض منصبی پر شیدا ہونا۔ لاچار و بیکس کی دستگیری کرنا عملی فیاضی جسکا ثبوت قحط کا انتظام سے ملتا ہے یہ وہ اوصاف ہین جن مین کبھی تغیر محسوس نہین ہو سکتا۔ اور نہ کسی کے ٹالے ٹل سکتے ہین۔ اس قوم کو وہ "دیرپا قوت حاصل ہے جو ہر حالت مین فتحمند ہو سکتی ہے" یہ تو اس فرقہ کی قوت اور استحکام کا حال ہے۔ لیکن بارہا ایسا ہوا ہے کہ جو وصف ہماری قوت

× × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × ×

تقریباً ایک سال کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ورو زبری نے متعلق نظم و نسق انگلستان جو شکایت کی تھی وہ متعلق نظم و نسق ہندوستان بھی پوری اترتی ہے۔ لارڈ ممدوح نے فرمایا تھا "ہم ادب کے ساتھ خیال کرتا ہوں کہ اس ملک انگلستان میں ہم مشکل سے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ ہم وہ فرقہ ہیں جو بے انتہا ضایع کر رہے ہیں ہم صرف سائنس کے طریقوں پر عمل نہ کرکے اپنے کو تباہ کر رہے ہیں" اب صرف کام یہ ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے سابق کی حالت پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ لارڈ ممدوح کا یہ قول اگر اوس پالیسی کی نسبت ادا کیا جائے جو متعلق زراعت اور خصوصاً متعلق زراعت ہند اندنوں اختیار کیگئی ہے تو کیسا صادق آتا ہے۔ مدت مدید گذری یعنے جنوری ۱۸۸۰ء میں اسکیپیر جیسے ہوشمند اور سلیم الطبع اخبار لنڈن نے لکھا تھا کہ "تمام حالات سے جو بذریعہ حکام یا نج کے طور پر ہمکو ملتے ہیں یہ عیان ہے کہ ہندوستان کی لیئے بڑے انتہا مشکلات کا سامنا ہے۔ کاشت کاری کی تمدنی حالت زار مایوسی کا عالم طاری کیا چاہتی ہے۔ اور بڑے سے بڑے تجربہ کار افسروں میں یہ حالت بین اصلی خوف کا تصور پیدا کر رہی ہیں" بعد ازاں اخبار ممدوح نے یہ فقرہ تحریر کیا جو میرے منشاء کی تشریح کیئے دیتا ہے کہ "گورنمنٹ ہندوستان جبراً دانی تجاویز منظور کر لیا کرتی ہے جب کہ وہ جانتی ہے کہ بڑی تجاویز ہی سے کامیابی کی صورت نکلسکتی ہے۔ اور انکی منظوری میں گورنمنٹ کو یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ اپنے اختیار سے باہر ہے" ۱۸۷۸ء سے پہلے سالوں کی بابت بہت سی مثالوں میں سے اگر ایک مثال لی جاوے تو ایک ایسا زمانہ ملیگا جب کہ کاشتکاران دکن کی مقروضی کا چرچا ہر مقام اور ہر ایک اخبار میں پھیلا ہوا تھا۔ ہر طرف واویلا مچی ہی جدھر دیکھیئے یہی شکایت تھی لیکن کسی نے اوس وقت تک اس جانب توجہ نہ کی جبتک کاشتکاروں نے مایوس ہو کر اپنا انصاف آپ ہی کرنا شروع نکیا۔ یعنے مہاجنوں کی ناکین کاٹنا شروع کین۔ تب گورنمنٹ بمبئی خواب غفلت سے بیدار ہوئی۔ اور اس معاملہ کی تحقیقات کیلئے کمیشن مقرر ہوا۔ کمیشن نے دیگر امور کے ساتھ اس امر کی بھی رپورٹ کی کہ طریقہ تشخیص مالگذاری سخت ہے۔ گورنمنٹ مذکور نے اس اہم مسئلہ کو بالائے طاق رکھکر مہاجنوں کو دبانا شروع کیا۔ دکن زراعت پیشہ کا امدادی ایکٹ مہاجنوں پر دباؤ ڈالنے کیلئے پاس ہوا۔ گو اس ایکٹ سے ایک صد تک انصاف ضرور ہوا لیکن بقول سر رمینڈ صاحب جو بعد چند سال اس ایکٹ کے عملدرآمد پر معترض ہوئے تھے "یہ میزان عدل کا ایک پلہ بھاری تھا" آپنے فرمایا ہے "کاشتکار کا تو یہ فرض ہے کہ کمسن صول کی نیلامی کو دام ادا کردے لیکن دیگر موضحہ لینے کے حق میں قانون کاشتکار کو بچاتا ہے۔ اور اسکو آمادہ کرتا ہے کہ اپنا قرضہ ادا کرے" مگر گورنمنٹ کو اسکی کیا فکر تھی؟ جس حد تک گورنمنٹ کو اپنی مالگذاری سے تعلق تھا۔ اوسنے اپنا انتظام کر لیا۔ گورنمنٹ نے اسطریقہ کی حمایت کی۔ اور اس ایکٹ پر عملدرآمد ہونیکی سال بعد ہم مسٹر پالن کو جو آجکل پنشن پا رہے ہیں اور اوس وقت میں اس ایکٹ پر عملدرآمد کرنے کیلئے متعین کیے گئے تھے رپورٹ کرتے ہوئے پاتے ہیں "جہانتک مجھکو واقفیت ہی اوسوقت تک کوئی انتظام ایسا نہیں ہوا۔ کہ وصولیابی مطالبہ سرکاری کا ایسا مناسب وقت مقرر کیا گیا ہو اور مطالبہ کی ایسی جانچ کیگئی ہو کہ کاشتکار اسکی ادائگی کی فکر میں ساہوکار کے پاس نہ دوڑتے ہوں خواہ یہ برائے چندی کیوں نہ ہو" میں یہ ثابت کرنا نہیں چاہتا کہ اس ایکٹ کا اثر ضرور خراب پڑا۔ کیونکہ مجھکو یہ معلوم ہے کہ بہت سے حکام ایسے ہیں جنکو دعویٰ ہے (اور ضرور ہے کہ اوسکو بیان کی عزت کو ساتھ وقعت بھی کیجائے) کہ اس ایکٹ سے کاشتکاروں کو تھوڑی بہت آسائش ضرور پہونچی۔ لیکن احاطہ بمبئی کے ایک برٹش افسر محکمہ مال نے اس ایکٹ کی متعلق اپنا تجربہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے "اس ایکٹ سے ایک مقروض آرام میں ہو۔ تو مخواہ تکلیف میں" لیکن اس نقص پر کہ تشخیص مالگذاری میں سختی کیجاتی ہے کسی نے مطلق دھیان نہ کیا یہ ایسی تجاویز منظور کیے جانیکی مثال ہے جس کو لنڈن کے اخبار سکیپیر نے ۱۸۷۸ء میں "ادنیٰ تجاویز" کے نام سے منسوب کیا تھا اور یہ ادنیٰ تجویز دکن کے کاشتکاروں کو بہ آسانی قحط کا شکار ہو جانیسے محفوظ نہ رکھ سکی مسٹر جسٹس رانا ڈی جو اس ایکٹ کے حامی تھے

دمہ کو کسطرح شفا ہو مسٹر آلگرے جو آرمینیا ڈجس کونٹی نیوارک کے قریب رہتے ہیں یوں لکھتے ہیں کہ جسقدر دواؤں میں نے آجتک استعمال کی ہیں ان میں سے چیمبرلین کی کہانسی کی دوائی سب سے اچھی ہے بچوں کی مرض دمہ کیلئے یہ دوا بہت اچھی ہے اور اس سے ہمیشہ صحت ہوتی ہے جونہی بچہ کی آواز لگی اگر اوسوقت یہ دوا دیجاوے یا جسوقت کہانسی شروع ہو جائے اسکے بعد ہی دیجاوے تو مرض کا تدارک جاتا ہی اس امر کو یاد رکھنا چاہیے اور کہانسی کی دوائی کی ایک بوتل پاس رکھنی چاہیے تاکہ جونہی علامات مرض ظاہر ہوں دوا دیجا سکے:

یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہی:

اور جو عہدہ ججی پر ممتاز ہونے سے پیشتر اسکے اجرا میں بہت کچھ کارروائی کر رہے تھے۔ اس ایکٹ سے خوب ہوشیار تھے۔ اور آپ ۱۸۸۱ء کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں "بلاشک قحط کو نازل ہونیسے رعایا کی مالداری کا امتحان ہو جائیگا" اوس وقت سے دو قحط نازل ہوئے۔ رعایا کی مالداری کا امتحان بھی ہو گیا۔ اور یہ بھی ہم کو معلوم ہو گیا کہ نتیجہ کیا نکلا۔ اس پالیسی کی دوسری نظیر ہمکو آنریبل مسٹر نکلسن صاحب کی اس شکایت سے ملتی ہے۔ کہ گو عرصہ ۳۰ سال کے اندر بے انتہا زراعتی کانفرنسیں منعقد ہوئیں لیکچیان قایم ہوئیں۔ رپورٹیں تحریر ہوئیں اور تجاویز منظور ہوئیں لیکن اسوقت تک ہنوز دور اول ہے۔ عرصہ دس سال کا گذرا کہ گورنمنٹ مدراس کی تجویز تھی کہ کم از کم چھ مقامات پر زراعتی اسکول اور کھیتوں کے نمونے قایم کرکے آغاز کیا جائے۔ گورنمنٹ ہند نے اس مسئلہ کو لوکل گورنمنٹ کی اختیار سے نکالکر آپ غور کرنا شروع کیا اور کئی سال تک اسکا تصفیہ نہیں کیا۔ پونہ بنک کی تجویز پر سیکرٹری آف سٹیٹ نے گورنمنٹ ہند و نیز گورنمنٹ بمبئی کو علیحدہ کرکے خود اس معاملہ پر غور کیا اور آخر کار یہ جواب ملا کہ اس آزمائش کی کوشش تھوڑے سرمایہ سے ہونیکی اجازت نہیں دیجاسکتی یہ واقعہ زراعتی اصلاح کے سدراہ ہونا ظاہر کر رہا ہے۔ لوکل گورنمنٹ اگر کوئی تدبیر نکالتی ہی تو اسکو گورنمنٹ ہند کی منظوری درکار ہوتی ہی۔ اور بعد ازاں اظہار کرنا پڑتا ہے کہ حضور وائسرائے کو اوس پر غور کرنیکا موقعہ ملے۔ اور پھر وہ تدبیر اونکو سوجھ جائے۔ کہ جو برا عظم ہندوستان کی تمام حصص کیلئے موزوں ثابت ہو جیسا کہ ایک صاحب نے خوب ریمارک کیا ہے "ہندوستانی حکامی زندگی تو مختصر ہے لیکن ہندوستانی مباحثے طویل ہیں" وہ حکام جو اصلاح کی نایاب تدابیر نکالنے میں بیحد غور و فکر کیا کرتے ہیں۔ اونکو بہت کم ایسا موقع نصیب ہوتا ہے کہ اپنی محنت کا عملی نتیجہ دیکھ سکیں جب یہ حکام یہاں سے رخصت ہو جاتے ہیں دوسرے اونکے جانشین ہوتے ہیں اور وہ ایسے ہوتے ہیں جن کو نہ تو وہ واقفیت ہی حاصل ہوتی ہی۔ اور نہ اوس معاملہ میں ویسی دلچسپی مثلاً مسٹر نکلسن کی توجہ مسئلہ زراعتی بنک پر مبذول ہی۔ لیکن اب اسوقت جب کہ اونکا قیام ہندوستان میں بہ حیثیت حاکم صرف چند سال تک اور ہی آپ زراعتی بنک کی تجویز کیلئے اس کمیٹی کے ممبر مقرر کیے گئے ہیں۔ یہ پالیسی جسکو ہمیشہ زراعتی مسائل کو متعلق کامل طریقوں کیساتھ وسیع ہونا اور مدبرانہ طرز پر کارروائی کرنے میں پس و پیش رہا ہے۔ اوسکی دیگر نظائر بھی پیش کیجاسکتی ہیں۔ اب سوال یہ ہی کہ اس مسئلہ پر ہر شخص کیا خیال کرتا ہی؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر ایک پریسیڈنسی کو اجازت ملجاوے کہ معاملات زراعت میں حسب طریقہ پر مناسب معلوم ہو اصلاح کرکے بلیات سے نجات ملنے کا انتظام کرلیں؟

بلاشک ہر شخص یہ فرض کرے گا کہ ایک پریسیڈنسی کا رقبہ اس غرض کے لیئے کافی ہے۔ اور اصلی طریقہ نجات دریافت کرنے کی صرف یہی تدبیر ہے۔ کہ بہت سی آزمائشیں کیجاویں۔ اگر ایسا کیا جاتا تو درمیان مختلف پریسیڈنسیوں کے عمدہ مقابلہ ہوتا رہتا اور ایک دوسرے کی کامیابی اور ناکامی سے مستفید ہوتی رہتی حقیقت یہ ہی کہ یہ پالیسی کم و بیش ایک پالیسی ہی کہ جو ہوتا آیا ہی وہی ہوتا رہے اسنے ایک نقص کو بلا اسکو کہ دفیعہ کی تدبیر نکالے چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ روز بروز بڑھتا جائے یہاں تک کہ سنگین ہو جائے جب وہ نقص اسحالت کو پہونچ جاتا ہی تب اسکو دفیعہ کی تدبیر ہوتی ہی۔ اور وہ بھی ادھوری نہیں۔ بیانکیا جاتا ہی کہ ہندوستان پارٹی پالیٹکس سے مبرا ہے اور اسکو ایسا ہی ہونا بھی لازم ہے اور مجھکو بھی اسکا اعتراف ہی کہ انتظامی بہبودی کیلئے اس سے زیادہ نایاب کوئی دوسرا مقولہ نہیں ہو سکتا ہی لیکن ہم پارٹی پالیٹکس سے تو مبرا ہیں × × ×

کوئی تدبیر نہین سوجھی ہو یہ ایک مسئلہ عظیم ہے لیکن اس وقت جو تدابیر اس مسئلہ کے حل کیلئے اختیار کیگئی ہین وہ اوتے ہین سر جیمس سٹیفن جیمس صاحب اپنی ایک مضمون مین جو ۱۸۷۹ء مین شایع ہوا تھا تحریر فرماتے ہین "انڈیا آفس کی پرانی روایات مین ذکر ہے کہ ایکمرتبہ ایک نوجوان امیدوار ترقی نے ایک اعلیٰ افسر سے دریافت کیا۔ کہ پولیٹکل مراسلات کی عبارت کیسی ہونی چاہیئے" افسر اعلیٰ نے جواب دیا "ہم حقانہ عبارت کو ترجیح دیتے ہین" عموماً مسئلہ افلاس ہندوستان کے متعلق یہی حقانہ کارروائیان اختیار کیگئین اور آج وہ ایک نازک مسئلہ ہوگیا۔ اب پچھتانیسے کوئی فایدہ نظر نہین آتا۔ گورنمنٹ و نیز رعایا دونون کو صدق تحمل اور سرگرمی سے بالاتفاق کوشش کرنا ہے اور آیندہ کیلئے منتظر رہنا ہے اسموقعہ پر یہ سوال ہوتا ہو کہ کیا آیندہ کیلئے وہی لکیر پیٹنے والی پالیسی ہو یا برخلاف اسکے دانشمندی اور اہتمام کامل کا پہلو لیئے ہوئے ہے؟ اس وقت وہ آثار نمایان ہو رہے ہین جن سے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ آیندہ کیلیے ایسی پالیسی ہرگز نہ ہوگی بلکہ اب اس امر کی غایت درجہ کوشش کیجائیگی کہ وہ مسئلہ فلاکت و مصایب قحط پر نہایت وسعت کے ساتھ مدبرانہ طرز سے مردانہ کارروائی کیجائے۔ اسوقت کشتی گورنمنٹ ہند مین وہ زبردست مشیر ناخدا موجود ہو جسکی نسبت ہمکو یہ کہنے کا فخر ہو سکتا ہے کہ اوس سے ہمکو یہ امیدین ہین کہ وہ حرفدانہ و مدبرانہ ہوگا جیسا ہندوستان کیلئے لازم ہے۔ اس امر کے بیان کرنیکی چندان ضرورت نہین ہو کہ رعایا کے دلون مین ہماری وائسرائے نے جگہ کرلی ہو۔ اور رعایا کو اپر بیحد بھروسہ ہو۔ اور جس جوش و خروش کے ساتھ رعایا نے حال کے دورہ مین آپکا استقبال کیا وہ سچا ثبوت اس امر کا ہے کہ ہمارے وائسرائے بہادر ہر دلعزیز ہو رہے ہین۔ مینے یہ بیان کیا ہی ہمارے وائسرائے لارڈ کرزن صاحب ہر دلعزیز ہو رہے ہین۔ کیون؟ وجہ یہ ہے کہ جس وقت سے آپ ہمارے درمیان بحیثیت ہمارے وائسرائے کے تشریف لائے ہین آپ غیریت کا برتاؤ نہین کرتے۔ آپ مجسم وائسرائے ہین۔ خواہ آپ بنگلور تشریف فرمائین یا ملکی معاملات پر تقریر کرین۔ رعایا کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور اون سے مخاطب ہین اور گویا رعایا اوپر اعتماد رکھتی ہو۔ تمام ہندوستان مین از شرق تا غرب آپکی جانفشانی اور آپ کی ذات والا صفات سے رعایا بیحد متاثر ہو رہی ہے۔ حضور وائسرائے نے گزشتہ ماہ اکتوبر مین قحط کے متعلق تقریر فرمائی تھی۔ اس تقریر مین بیحد اوس حالت زار کا نقشہ کھینچ دینے کو جو قحط کی بلا نازل ہونے سے اوس ملک کی ہو گئی ہے۔ آپنے جو کچھ تشفی دی ہو۔ اوس سے بیحد اطمینان پیدا ہوتا ہو۔ آپ نے فرمایا تھا "گورنمنٹ ہرگز نہ کریگی کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہے۔ اور جب یہ قحط نازل ہو جائے تو مشیت ایزدی کا رونا روئے۔ یہ قحط جس سے ہمکو نجات ملی ہو۔ اسنے نہ صرف یہی کام کیا کہ وائسرائے نے جسے ہمدردی کی بلکہ جیسا دیگر اطراف مین کیا گیا ہے قحط کی تیرہ و تار منظر مین روشنی کی جھلک نمودار ہو رہی ہو اور وہ یہ ہے کہ برٹش حکام و رعایا کے مابین ایک حد تک یگانگت کو ترقی ہوئی ہو حضور لارڈ کرزن بہادر نے اپنی تقریر مین برٹش حکام کی انتظامی وقفیت جفاکشی۔ اور جد و جہد متعلق قحط کی جو کچھ تعریف کی ہے۔ اسکو ایک ایک لفظ پر رعایا کا صاد ہو۔ ان فسران قحط نے جگر بیز اور جانگداز منظر دیکھین رہکر خاموشی کے ساتھ کام انجام دیا ہے۔ اور ہمیشہ سے زیادہ اب انکو اس امر کا تجربہ حاصل ہو گیا ہے کہ رعایا کو جس مصیبت کا سامنا تھا۔ وہ ناگفتہ بہ ہے علاوہ بریں اس مصیبت سے برٹش نیشن کا دل بھی موم ہو گیا ہے۔ اور اسقوم نے ہماری حالت زار دیکھ کر فیاضی سے ہماری دستگیری کی امریکہ اور دیگر ممالک بھی اڑے وقت مین کام آئے۔ لیکن مین اس موقعہ پر ہر شخص کو زور کے ساتھ مسٹر برائیٹ مرحوم کا ایک نایاب مقولہ یاد دلانا چاہتا ہون۔ اور وہ یہ ہو کہ "فیاضی سے کام نہین چلسکتا ہی۔ اپنی بردست خرابیون کا مقابلہ صرف انصاف ہی سے ممکن ہی" اور کیا ہمارا لامید کرنا جائز نہ ہوگا۔ کہ وہ ہمدردی جو اسطرح پیدا کیگئی ہے اوس وقت تک زایل نہ ہوگی جب تک وہ مسئلہ جسکی جانب گزشتہ قحطون نے توجہ دلائی ہو اوس ہمت کے ساتھ جو سزاوار شاہنشاہی مدبری ہی حل نہ ہو جائے۔

پیشتر اسکے کہ مسایل متعرضی جماعت زراعت پیشہ و افلاس ہندوستان پر توجہ کیجائے دو تین باتین ایسی ہین جن سے ہمکو درگذر کرنا ضروری ہے۔ ہمین کسی کو انکار نہین ہی چونکہ مانسون (برسات) نہین ہوئی لہذا قحط پڑ جاتا ہی۔ ایک طرح سے ہندوستان مین یہ ناگزیر وقعات ہین۔ لیکن آئرلینڈ یا مصر کی مانند ایسی ناگزیر بھی نہین ہین اگر خط مصر اس وقت تک اس قابل تھا کہ دریائے نیل کی بدولت مشکل پار لگ گئی۔ اور ایک صدی کے عرصہ مین قحط کی صورت بھی دکھلائی نہ دی۔ تو ہندوستان کو بھی برسات کی کمی پر کیون نہ اس لایق ثابت ہونا چاہیئے؟ وہ پالیسی ہرگز قحط کی پالیسی کہی جانیکی مستحق نہین ہو سکتی۔ جو اس بیوقعتی کی اعتقاد کو دور نہ کرتی ہو کہ قحط چونکہ بلائے ناگزیر ہے۔ لہذا کچھ اوپر تدبیر نہین ہو سکتی۔ اصحاب غور و فکر اور منتظمین ذمہ وار کی تمام توجہ جس سوال پر مبذول ہو۔ وہ یہ نہین ہے کہ کیون قحط نازل ہوتے ہین؟ بلکہ وہ سوال یہ ہو کہ کیون ایسے پر آشوب قحط نازل ہوتے ہین۔ اور کیون رعایا مین اب اسکو صدمہ برداشت کرنیکی قوت روز بروز زایل ہوتی جاتی ہی۔ میرا خیال نہین کہ وہ اصل کسی شخص کو آبادی کی تہیوری پر یقین ہو گا جو تہیوری ایک دنون بار ہا دیگر اطراف سوا اس سوال کے جواب مین زور کے ساتھ پیش کیجاتی ہے۔ کتنے ہی ملک ایسے ہین جنکی آبادی بمقابلہ آبادی ہندوستان روز بروز بڑھتی جاتی ہی۔ اور پھر بھی مفلسی کا جو ہیبتناک سین اس ملک مین ہر وقت ہمارے پیش نظر موجود رہتا ہے وہان کسی کو اسکا تصور بھی پیدا نہین ہوتا ہے۔ سر ایبرٹ گفن صاحب ذی حال مین ریجسٹر جنرل سوسایٹی" کے سامنے اپنی تقریر مین اس ختم ہونیوالی (نہیوین) صدی کی کارہائے نمایان کا ذکر کرتے ہوئے دکھلایا کہ کس کثرت کیساتھ انگریزی قومونکا شمار بڑھتا۔ اور بڑھتا جاتا ہی۔ لوگون مین ایکسا اور خیال پھیلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم فضول خرچ ہے اور خصوصاً کاشتکار بُری دنون مین بہت جلد قحط کا شکار ہو جاتے ہین کیونکہ وہ کچھ بچاتے ہی نہین ہین بہت سے مشہور و معروف مستند اصحاب سرکاری و غیر سرکاری ××××× سوفون نے مردون کی ایسے موجود ہین۔ جن کو عموماً رعایا ہندوستان اور خصوصاً کاشت کارونکی حالت کا ذاتی تجربہ حاصل ہے اور وہ اس خیال کی بابت پکار کر کہتے ہین کہ جسکو اسکی صحت کا دعوی ہو ہمارے سامنے آوے اوسط درجہ کا انگریزی مزدور ہندوستانی کاشتکار سے زیادہ عاقبت اندیش نہین ہے۔ ہندوستانی کاشتکار کو یہ قدرتی فایدہ حاصل ہی کہ اوسکو کہانا بہی کم درکار ہوتا ہے اور دیگر ضروریات زندگی مثلاً کپڑا وغیرہ بھی شمار مین کم ہین۔ مانا کہ وہ شادی وغیرہ کی رسومات مین اپنی حیثیت سے زیادہ صرف کرتا ہی۔ لیکن یہ فضول خرچی اس قسم کی ہے کہ اسمین نقصان پایا ہی نہین جاتا۔ اگر یہ رقم ایک کاشتکار کے پاس سے نکل گئی تو وہ پھر اپنے فرقے کے دوسرے کاشتکار کے پاس ہی۔ اور یہ بھی ممکن ہو کہ کسی وقت مین پھر واپس بھی آجائے۔ شادی وغیرہ مین جو کچھ صرف ہوتا ہی زیور کی تیاری مین صرف ہوتا ہی اور یہ زیور ہی ایسا سرمایہ ہو کہ مصیبت کا وقت پڑنے پر اسکے ذریعہ سے مقابلہ ہو سکتا ہے "دکن ریلیف کمیشن کاشتکاران" نے دکن کے کاشتکارونکی یہی حالت دکھائی تھی اور مین یہ بھی دیکھ رہا ہون کہ آنریبل مسٹر زنی۔ کے۔ بوس۔ جنکی بابت مشہور ہو کہ نکلا ایک ایک لفظ ہوشیاری کے ساتھ تلا ہوا ہوتا ہے وہ بھی صوبجات وسطی ہند زراعت پیشہ کی یہی حالت دکھلاتے ہین اگر اس امر کیلئے کہ کاشتکارون پر فضول خرچی کا بیجا وہ الزام عاید کیا گیا ہے مزید ثبوت کی ضرورت ہو تو وہ ثبوت حضور وائسرائے کی وہ خیالات مین جو انہون نے مقام کلکتہ اپنی کونسل مین چند ماہ کا عرصہ ہوا ظاہر کیئے تھے حضور ممدوح نے اندازہ فرمایا ہے کہ کل زراعتی پیداوار مملکت ہند ۱۴ کروڑ روپیہ سالانہ کی ہی۔ اس حساب سے زراعتی پیشہ جماعت کی کل آمدنی فی شخص ۲۰ روپیہ سالانہ قایم ہوتی ہی اس رقم سے قریب ۱۰ کی مالگذاری ادا کرنی ہوتی ہی اور دیگر ابواب اور ٹیکس کی ادائیگی مین جاتا ہی۔ ایسی حالت مین ہم اون اصحاب کیطرف جو کاشتکارونکی فضول خرچی کا رونا روتے اور کرتے ہین پکار کر کہتے ہین کہ حضرات دنیا مین کوئی اور زراعت پیشہ قوم بھی ہمکو دکھلایئے جو اچھے سالون مین صرف ۱۰ مین بسر اوقات کرتی ہو۔ یہ تو آمدنی کا حال ہی اور پھر بھی کاشتکار سے یہ توقع کی جاتی ہی کہ اسمین سے بھی کچھ بچت کر دکھاوے۔ بہرحال خواہ اور عیوب ہماری کاشتکارون مین پائے جاتے ہون لیکن ہرگز یہ فرقہ فضول خرچ نہین ہے ہندوستانی رعایا کا قومی عقیدہ نفس کشی ہی نہ کہ نفس پروری۔ اور یہ جماعت اس امر مین بہت کچھ کاربند ہے اور یہ امر خود الزام فضول خرچی کا کافی جواب ہی۔ لیکن بالفرض یہ مان بھی لیا جاوے کہ کاشتکار شادیکی تقریبون مین کچھ خرچ کرتا ہی تو وہ رقم کسیطرح کثیر نہین ہو سکتی ہی۔ اور یہ بھی ضروری ہی کہ ہندوستانی کاشتکارونکی زندگی بالکل ہی بے لطف نہ بنائی جاوے۔ بلکہ کچھ تو لطف زندگی حاصل کرنیکا موقعہ انکو دیا جاوے۔ اگر ہم ان کاشتکارونکے متعلق یہ خواہش ظاہر نہین کرتے تھے حضور وائسرائے کو وہ خیالات مین جو انہون نے مقام کلکتہ اپنی کونسل مین چند ماہ کا عرصہ ہوا ظاہر کیئے تھے حضور ممدوح نے اندازہ فرمایا ہے کہ کل زراعتی پیداوار مملکت ہند ۱۴ کروڑ روپیہ سالانہ کی ہی۔ اس حساب سے زراعتی پیشہ جماعت کی کل آمدنی فی شخص ۲۰ روپیہ سالانہ قایم ہوتی ہی اس رقم سے قریب ۱۰ کی مالگذاری ادا کرنی ہوتی ہی اور دیگر ابواب اور ٹیکس کی ادائیگی مین جاتا ہی۔ ایسی حالت مین ہم اون اصحاب کیطرف جو کاشتکارونکی فضول خرچی کا رونا روتے اور کرتے ہین پکار کر کہتے ہین کہ حضرات دنیا مین کوئی اور زراعت پیشہ قوم بھی ہمکو دکھلایئے جو اچھے سالون مین صرف ۱۰ مین بسر اوقات کرتی ہو۔ یہ تو آمدنی کا حال ہی اور پھر بھی کاشتکار سے یہ توقع کی جاتی ہی کہ اسمین سے بھی کچھ بچت کر دکھاوے۔ بہرحال خواہ اور عیوب ہماری کاشتکارون مین پائے جاتے ہون لیکن ہرگز یہ فرقہ فضول خرچ نہین ہے ہندوستانی رعایا کا قومی عقیدہ نفس کشی ہی نہ کہ نفس پروری۔ اور یہ جماعت اس امر مین بہت کچھ کاربند ہے اور یہ امر خود الزام فضول خرچی کا کافی جواب ہی۔ لیکن بالفرض یہ مان بھی لیا جاوے کہ کاشتکار شادیکی تقریبون مین کچھ خرچ کرتا ہی تو وہ رقم کسیطرح کثیر نہین ہو سکتی ہی۔ اور یہ بھی ضروری ہی کہ ہندوستانی کاشتکارونکی زندگی بالکل ہی بے لطف نہ بنائی جاوے۔ بلکہ کچھ تو لطف زندگی حاصل کرنیکا موقعہ انکو دیا جاوے۔ اگر ہم ان کاشتکارونکے متعلق یہ خواہش ظاہر نہین کرتے تھے کہ انکو وہ درجہ دیا جاوے کہ ہر ایک کی جیب پٹری مین ایک ہارمونیم باجہ نظر آوے تاہم کیا اب ہندوستانی کاشتکار ایسے گئے گذرے ہین کہ شادی یا دیگر رسوم مین چند رقم کا خرچ کرنا جو زندگی کے لطف کو بڑھا دیتی ہماری آنکھون مین خار ہو۔ صاحبو یہ مسئلہ بلاشک پیچیدہ ہی۔ لیکن بہت کچھ اس امر پر منحصر ہے کہ گورنمنٹ کی قوت سے کس حد تک اور کیونکر رعایا کو مستفید کرنیکا خیال ہمارے فرمانرواؤن کے دل مین جاگزین ہی۔ یہ بآسانی ہو سکتا ہے کہ ان امور مین جن سے جاہو جس کو مسالغہ دیدیجئے۔ وہ اصحاب جو ممکنات گورنمنٹ کو مبالغہ دیکر اس حد تک پہونچا دین اگر خدانخواستہ ہمارے مابین ضرور اپنی اس تعلی مین نیچا دیکھین گے۔ برخلاف اسکے جو دنیاوی سلطنتونکی کارروائیان محدود ثابت کرنیمین حد درجہ کے مبالغہ سے کام لین گے۔ وہ وہ اصحاب ہونگے جن کے نزدیک یہ قول کہ "دنیا امید پر قایم ہے" بالکل غلط ہوگا۔ اور اون سے یہی امید ہو سکتی ہے کہ وہ کسی فرقہ یا قوم کو سابق سے زیادہ عیش اور تیرہ و تار چاہ مصیبت و یاسی مین گرکر

جہنوکدین گے۔ یہ دیکھ کر ایک گونہ جرأت بڑھتی ہے کہ ہمارے موجودہ وائسرائے صاحب بہادر حکام کی نیکوکاری کا اندازہ کرنے مین ضعیف الاعتقادی سے کام نہین لیتے ہین۔ اور صرف یہی نہین بلکہ نظم ونسق مملکت کے معاملات مین آپ تقریر کے قائل نہین ہین۔ یہ کہنے مین کہ زراعت پیشہ جماعت کی مقروضی کا کوئی خاص سبب ضرور ہے۔ کوئی مختصر قصہ سے کام نہین لیتا۔ اور جو ایسے ہین اونکا شمار بہت ہی کم ہے۔ شکایت یہ ہو کہ گورنمنٹ نے اس مسئلہ کو حل کرنے مین اس وقت تک کچھ بھی نہین کیا۔ مثلاً اس مسئلہ کو لیجئے کہ ایک طرف تو مہاجن اور دوسری طرف متعدد تین کاشتکار کی مفلسی روز بروز بڑھانے مین کہانتک حصہ لے رہی ہین۔ مہاجنی پیشہ جماعت کا نشو ونما زیر سایہ سلطنت برطانیہ ہین ہوا۔ بلکہ اسبات کو عرصہ گزرا کہ سر آرسکن پیری صاحب نے جو کسی وقت مین چیف جسٹس احاطہ بمبئی تھے۔ بیان فرمایا تھا کہ ہندوستان مین انگریزی سلطنت قایم ہونیکے پیشتر مہاجنی پیشہ جماعت مین مختلف مواضع کے مینیجر یا برہمن شامل تھے جو بلحاظ اپنی فوایدا اور سرمایہ کے اپنے قرضداروں کے ساتھ مساوی درجہ پر تھے۔ بعد انمان مارواڑی انکی جانشین ہوے یہ ضرورت بلاشک ہو کہ کاشتکار مہاجنون کی چنگل سے بچایا جاوے۔ لیکن اس امر سے بھی تو کسی کو انکار نہین ہو کہ بلا مہاجن کے کاشتکار کی بنائی نہین بنتی۔ اب ہم جایز طور پر یہ سوال کر سکتے ہین کہ کیا اسوقت تک جس قدر کوششین کاشتکار کو مہاجن کے پھندے سے بچانیکی کیگئین وہ کاشتکار کے حق مین مفید ہی ثابت ہوئین؟ آپ اس قانون کی حالت کو لیجئے جس کا ذکر مین اوپر کر آیا ہون یعنے "دکن کی زراعت پیشہ جماعت کا امدادی ایکٹ" جو ۱۸۷۹ء مین منظور ہوا تھا اس ایکٹ کا اصلی منشا یہ تھا کہ کاشت کار پر مہاجن جبر کرنیسے باز آوے۔ اور اسکے ساتھ ہی کاشت کار اپنی زراعتی کا تکلکر مہاجن کے قبضہ مین آجانا بھی مسدود ہو جاوے۔ اندرین بھی یہ تجویز ہو رہی ہو کہ ایکٹ جس کا نفاذ بمبئی کے صرف چند اضلاع تک محدود ہے۔ تمام احاطہ مین اسپر عملدرآمد شروع کیا جاوے۔ لیکن ہم مین سے وہ اصحاب جن کو اس ایکٹ کے متعلق مقدمہ بازی کا موقع ملتا ہے بلاشک یہ خوف ظاہر کر سکتے ہین کہ اس ایکٹ کے ذریعہ سے کاشت کار کو جو امداد پہونچائی جاتی ہو وہ اصلی توبہت کم ہوتی ہو۔ لیکن بان ظاہری بہت کچھ ہو۔ کاشت کار کو اجازت دیگئی ہے کہ بلا کورٹ فیس کے مہاجن پر دعوی کرے۔ عدالت کاشت کار کی کارروائیون کا بمقابلہ مہاجن کے زیادہ لحاظ کرتی ہو۔ اور گویا مہاجن کو کہتی ہو۔ کاشت کار کو مدد دیتی ہے کہ اوسکی اراضی کثیر مطالبہ کے بار سے بچ جاوے۔ اس حد تک تو کاشت کار کو فوایدکا لحاظ رکھا گیا ہے۔ لیکن کیا درحصل کاشتکار فایدہ اوٹھاتا ہے؟ مجھ جیسے وکالت پیشہ اصحاب جن کو بارہا اس ایکٹ کے متعلق مقدمون مین پیروی کرنا ہوتی ہو اکثر یہ دیکھا کرتے ہین کہ عدالت مین تو صرف کاشتکار ہی فریق ثانی نظر آتا ہے۔ لیکن درپردہ اوس کیطرف سے دوسرا شخص روپیہ صرف کرتا ہو۔ مقدمہ کی پیروی کرتا ہو۔ اور اس جنگ کو سر کرکے اس ایکٹ کے تمام فوایدجو کاشت کار کا حصہ ہین خود حاصل کر لیتا ہے حقیقت یہ ہو۔ کہ اس ایکٹ سے ایک مہاجن کچھ اور اپنا رنگ جمایا کرتا ہو۔ اور کاشتکار کی حالت بدستور رہتی ہو۔ اس ایکٹ کے متعلق مقدمہ بازی مین جن اصحاب کو ذاتی تجربہ حاصل ہوا ہے یہ بات اونکو بھی کہٹکتی ہو اور یہی میرے ذاتی خیال ہے۔ اور یہی خیال میرے دون ہم پیشہ بھایئونکا بھی ہو بیان کیا جاتا ہے کہ کاشتکار ونکا متواتر عدالتون مین مقدمہ بازی کرنیکیلئے رجحان ہونا دیکھ اس موقعہ پر حضور وائسرائے صاحب بہادر کے اون ہی الفاظ پر اکتفا کرتا ہون جو حال مین آپنے مہاجن سبھا مدراس کی ایڈریس کے جواب مین بیان فرمائے تھے۔) اونکی مفلسی کا باعث ہوتا ہے"

آنریبل مسٹر ٹوائنی صاحب نے گذشتہ بجٹ کی مباحثہ کے موقعہ پر وائسرائے صاحب بہادر کی کونسل مین فرمایا تھا کہ گورنمنٹ سال بسال کورٹ فیس وخرچہ عدالت کی شکلون مین رقم کثیر گھسیٹتی جاتی ہو آپ کے الفاظ یہ ہین "ہماری عدالتونکا طرز ہماری مفلسی کا باعث ہو" بلاشک یہ واقع غور کے قابل ہے کہ بہت سے جوڈیشل افسر مقرر کیے جاتے ہین اور اونکو معقول تنخواہین بھی دیجاتی ہین۔ اور یہ سب صرف اس لیے کہ مقدمے طے کرین۔ اور وہ مقدمے جن کی تعداد کثیر

سرکولیشن بڑھانے کا نسخہ

میچسٹر میں ایک اخبار کے سرکولیشن منیجر نے ایک ترکیب نکالی ہے جس سے اخبار کی سرکولیشن بہت بڑھ گئی ہے۔ وہ ترکیب یہ ہے کہ اخبار کے ہر پرچہ میں ایک نمبر دیا جاتا ہے۔ اور ہر ہفتہ کے بعد ایک نمبر نکالا جاتا ہے۔ جس کے پاس وہ نمبر نکلتا ہے اسکو ایک روپیہ انعام دیا جاتا ہے۔ اس ترکیب سے اخبار کی سرکولیشن بہت بڑھ گئی ہے۔ اور اخبار کے مالک کو بہت فایدہ ہوا ہے۔ ہمارے اخبار کی سرکولیشن بھی بہت بڑھ سکتی ہے۔ اگر ہمارے خریدار ہر ہفتہ میں ایک نیا خریدار بنا لاویں۔ اس طرح ہر ہفتہ میں ہمارے اخبار کی سرکولیشن ایک سو

فرض کرلیجئے کہ آج ہم ۵ فیصدی مالگذاری مین تخفیف کردین لیکن آپ کی درمیان کوئی صاحب ایماندار ہے ارباب کی ذمہ واری کرنیکو مستعد ہین کہ آیندہ نہ قحط نازل ہوگا۔ نہ رعایا مفلس رہیگی اور نہ کسی قسم کی مصیبت کا رعایا کو سامنا ہوگا" صاحبو! کس کو جرأت ہوسکتی ہے کہ ان شرائط پر ایسی ذمہ واری اپنے سر لے اور میرے خیال مین تو کوئی شخص یہ خیال نہین کرسکتا کہ صرف ۵ فیصدی کی تخفیف صیغہ مالگذاری مین تمام ہندوستان سے مفلسی کو دور کردیگی۔ کیونکہ غربا کا شمار ہر حالت مین قائم رہیگا۔ لیکن ہم جو تجویز پیش کرتے ہین اوس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر احاطہ بمبئی و مدراس وصوبجات وسطی ہند مین جہان بندوبست مین ۵۰ فیصدی سے زیادہ مالگذاری مین اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر ۵۰ فیصدی ہی مالگذاری کم کردیجائے تو یہ امداد ایسے ضرورکاتی اچھے زمانہ مین گورنمنٹ تشخیص مالگذاری مین اضافہ کرتی ہے جب وہان قحط پڑتا ہے تو وہی رقم قحط کی امدادی کام جاری کرکے گورنمنٹ کو پھر خزانہ عامرہ سے نکالکر ملک کو واپس کرنا ہوتی ہے۔ تشخیص مالگذاری کی سختی و پریشان خیالی یہ ایسے مسئلے ہین جن کو اوس اہم مسئلہ کے دیگر پہلو کے ساتھ ساتھ ہی قایم کرنا لازم ہے اور بعد ازان قحط و دیگر آفات کا مقابلہ کرکے کاشتکار کو مدد پہونچانے کی کوشش کرنا لازم ہے۔ کاشتکار کا بیان خواہ صحیح ہو یا غلط اوسکو ہم علیحدہ رکھتے ہین اوسکی تصدیق بارہا پیمایش کرنیوالی مہتمان بندوبست سے ہوئی ہے اور اونکا بیان یہ ہے کہ بار بار کی بندوبست کا ایسا اثر کاشتکار پر پڑتا ہے کہ اوسیکا دل خوب جانتا ہے۔ بطور نظیر مین احاطہ بمبئی کی تعلقہ کلبان کی حالت پیش کرتا ہون۔ گذشتہ بندوبست کی رپورٹ سے اس تعلقہ کی بابت یہ پایا جاتا ہے کہ باغات مین کمی ہوگئی ہے اعلیٰ درجہ کی اراضیات مین جہان دوسری فصل کیواسطے کافی طور سے اراضی سیراب رکھی جاتی ہے۔ ایک حد تک باغات کو ترقی ہوئی ہے لیکن یہ ترقی بھی خاطر خواہ نہین ہے۔ یہ تو حالت بیان کیجاتی ہے۔ اور ایک افسر پیمایش جن کو بندوبست سے تعلق تھا اسکی آپ فرماتے ہین وجہ باعث یہ ہے کہ جون جون بندوبست قریب آتا جاتا ہے۔ کاشتکارون کو یہ خوف پیدا ہوتا ہے اگر دوسری فصل افسران بندوبست کے سامنے موجود ہوگی۔ تو اسقدار اراضی اچھی قایم کی جاویگی۔ اور اسقدر اوسکی مالگذاری زیادہ تشخیص ہوگی" جس زمانہ مین باغات کو ترقی تھی۔ کاشتکارین کہالت نہ تھی۔ کمی کیوجہ صرف وہی ہے جو اہتمام پیمایش نے بتائی ہے یعنے کاشتکار کے دل مین اوس خوف کا سمجانا کہ ترقی سے مراد یہ ہے کہ مالگذاری زیادہ لیجاوے۔ اگر یہ مسئلہ نازک نہ ہوتا۔ تو یہ بات قابل مضحکہ تھی۔ جس زمانہ مین کمیشن کاشتکاران دکن کو متروضی سے بچاؤ کی تدابیر نکالنے کیغرض سے بیٹھا تھا اوسکے دو ممبرون نے احاطہ بمبئی کے طریقہ تشخیص مالگذاری کو ناقص بتایا تھا۔ یہ دونو ممبران شمالی خطہ ہند کے حکام مین سے تھے اور چونکہ احاطہ بمبئی سے اونکو کوئی تعلق نہ تھا۔ لہذا اپنی یہ رائے ظاہر کرنے مین آزاد تھے۔ برخلاف اسکے مسٹر آجرس جن کا شمار احاطہ بمبئی کے سول افسرون مین تھا۔ بمبئی کی طریقہ تشخیص مالگذاری کے حامی تھے۔ اور مدراس کی طریقہ کو ناقص ثابت کرتے تھے۔ اور ایسا پایا جاتا ہے کہ اونکو صوبجات وسطی ہند کی طریقہ مین بھی کلام تھا۔ دیکھئے اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اس اہم اور پیچ در پیچ مسئلہ پر آزاد رائے حکام کی رائین بھی ایک دوسرے سے متفق نہین ہین۔ فی الحال ہم اطمینان سے بیٹھے ہین کیونکہ لارڈ کرزن صاحب بہادر نے ہمکو یقین دلایا ہے کہ اس مسئلہ پر حضور غور فرمائینگے۔ ہماری تمام استدعا و نکا منشا یہ ہے کہ جو پالیسی متعلق زراعت اسوقت اختیار کیگئی ہے اس سے بھی زیادہ ہمدردانہ اور باقاعدہ پالیسی اس معاملے مین اختیار کی جاوے۔ گورنمنٹ نے کاشتکاران بنگال کی دستگیری کرکے زمینداروں اور انکے درمیان ایک تعلق قایم کردیا ہے۔ اب گورنمنٹ رعیتواری کے کاشتکارونکی بھی دستگیری کیا چاہتی ہے۔ لیکن گورنمنٹ کیوان نہین اس امر پر اور زیادہ غور کرتی؟ اور بلاجنبہ داری اس امر کی کامل تحقیقات کرتی کہ درمیان گورنمنٹ اور اوسکی رعیت کے کیسے تعلقات واقع ہوئے ہین۔ اب مین زراعت کی ترقی کیطرف رجوع ہوتا ہون۔ چند ماہ کا عرصہ گذرا مسٹر السٹن نے مہاراجہ صاحب دربھنگہ کے سوال کا یہ جواب دیا تھا کہ سیکرٹری آف سٹیٹ نے ایک ڈایرکٹر کا تقرر منظور فرمایا ہے جو گورنمنٹ کو اس کار عظیم مین کہ اسملک مین زراعتی صنعت و حرفت کو ترقی ہو مدد دیگا۔ اور وہ اس محکمہ کا افسر اعلےٰ بنایا جاویگا اس امید بھری ہوئی تسلی پر ہم مبارکباد دیتے ہین۔ لارڈ میو بھی اپنے مشہور و معروف عہد سلطنت مین جو صلح و دانشمندی سے مملو تھا۔ ایسی ہی تجاویز پر غور کررہے تھے اور یہ تو آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ لارڈ صاحب کے عہد مین مسٹر ہوم اسغرض سے مقرر کیے گئے تھے کہ زراعت کو ترقی دینے کے متعلق وہ کام سرانجام کرین۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ایک وائسرائے کے بعد دوسرا وائسرائے آتا ہے۔ اور یہ آمد و رفت متواتر جاری ہے اور ہماری حالت کا یہ حال ہے کہ جو آگے تھی سو اب بھی ہے۔ ایکمرتبہ تو یہ شور سنائی دیتا ہے کہ کاشتکار کا طریقہ کاشت اصلاح طلب ہے چند روز تک اسکا غوغا رہتا ہے۔ اور بعد ازان یہ غل سنائی دیتا ہے کہ کاشتکار اس قدر مین ماہر ہے اب اوسکو مدد پہونچانیکی کچھ ضرورت نہین ہے صاحبو! ہندوستانی کاشتکار نہ تو عیوب کا پتلا ہے اور نہ اوسکو ولی ہونیکا دعویٰ ہے۔ اور نہ وہ کندۂ ناتراش ہے اور نہ وہ صاحب کمال ہی ہے۔ اسکی ضرورت ہی نہین ہے سائنس سے کام لیکر صنعت و حرفت مین ترقی کرنیکی راہ دکھادے یہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ اسکے انجام دینے مین باقاعدہ پالیسی اور استقلال سے کام لیا جائے۔ بہذا اب ہم کو اس امید پر قایم رہنا چاہیئے کہ ڈایرکٹر زراعت مقرر کرکے جوئی آزمایش ہونیوالی ہے اور جس سے اس ملک کی زراعتی صنعت و حرفت کو ترقی دیجائیگی۔ اسمین ایک خوبی یہ ہوگی کہ اسکی متعلقہ پالیسی ہمیشہ یکسان رہیگی کسی قسم کا تغیر نمودار نہ ہوگا۔ ہمکو صرف ڈایرکٹر زراعت ہی کیضرورت نہین ہے۔ بلکہ ہم سمجھتے ہین کہ زراعت و صنعت و حرفت کے متعلق ایک سنٹرل ڈیپارٹمنٹ قائم کیا جاوے۔ (باقی آیندہ)

چندہ حجاز ریلوے۔ جناب ایڈیٹر صاحب وکیل! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ماشاء اللہ آپکی مساعی مبارک فیاض اور حامی دین متین ہے۔ اور آپکا اخبار تو ایک نامی اسلامی اخبار اور تاج الاخبار ہند ہے صادق الاخبار اور مستند ہے ہمین۔ تو ذو معنائے خصوصاً جب آپ اسکے ایڈیٹر ہوئے ہین اور بھی اسکے مضامین اعلیٰ اور فصیح ہوتے جاتے ہین۔ اور سبب اصلی ابتدائی محرک بناء حجاز ریلوے ہونیکا جو فخر و رتبہ اعلیٰ آپ کو اخبار کو حاصل ہے وہ کسی اور اخبار عرب و عجم کو نہین۔ اور اسی اخبار نے اول اول فراہمی چندہ حجاز ریلوے کی تحریک بھی ہند مین شروع کی اور کامیاب بھی ہوا۔ خدا اس وکیل قوم کو قایم و دایم رکھے اور روز افزون ترقی دے اور آپ کی سعی مشکور فرمائے اور آپ کو صحیح و سالم رکھے اور دین و دنیا مین خوش۔ اسمضمون کو اگر کسی پرچہ مین درج فرمائین تو عین عنایت و کرم ہے۔ مینے بھی واسطے تحریک چندہ حجاز ریلوے کے بیوان مین کوشش کی ہے بفضلہ کسیقدر جمع ہوچکا ہے اور جمع ہوتا جاتا ہے۔ جن صاحبون نے عنایت کی ہے اونکی اسماء گرامی معہ تعداد زر آپ کی دفتر اخبار مین ارسال کرتا ہون۔ چونکہ آپکا اخبار آپ حامی حجاز ریلوے ہین امید کہ اس فہرست کو کسی کالم مین طبع فرماوینگے اور آیندہ جس قدر وصول ہوتا جائیگا فہرست ارسال کیجایا کریگی۔ آپنے کسی سابقہ پرچہ مین یہ خبر شایع کی تھی کہ ملا عبد القیوم صاحب رئیس متعلقہ ارجیدآباد و فراہمی چندہ کی کوشش فرمارہے ہین اور رسید مین بھی چلوائی ہین۔ اور نفیر روم صاحب ٹکٹ سلطانی حجاز ریلوے کے چندہ کے طالب کئی ہین۔ جو صاحب اونکی پاس چندہ بھیجینگے وہ رسید دینگے۔ اور بعدہ ٹکٹ۔ اسلئے آپ سے مستفسر ہون کہ اب وہ انتظام ملا صاحب کا قایم ہے یا کیا اور حضور نظام مین جو درخواست بابت چندہ بہ ثبت و تنخط روسا حیدرآباد دیگئی تھی اور ملا صاحب محرک تھے وہ سپرد محکمہ ہوا یا کیا۔

فہرست زر چندہ حجاز ریلوی از ماہ جمادی الثانی لغایت ماہ شعبان ۱۳۱۸ھ

عالیجناب راجہ محمد اسمٰعیل صاحب ۵۰ علی گنج بیوان + شیخ بہکہار تاجر ۲ + گلزار حسین تاجر پرسہ ۲ + مرزا افضل حسین بیگ ملازم ریلوے دار جلنگ ۲ + منشی محمد حیات خانصاحب ۲ + شیخ جمیل احمد ۲ + مولوی شیخ خلیل احمد صاحب ۲ + مولوی حاجی عظمت حسین صاحب خواجہ محمد یار حسن صاحب دار و غہ نمک سایر ساکن بہار نبوہ + میان عبد الغفور تاجر ۲ + جھگو میان تاجر ۲ + عبد الغنی میان تاجر ۲ + عبد اللہ قوم چک ۲ + شیرانی میان تاجر ۲ + شیخ علی بخش ۲ + شیخ نعمت حسین ساکن بہبو ۲ + محمد عمر خان چپراسی نمک سایر ساکن جبلپور شیخ واجد حسین صاحب ساکن سیدآباد ۲ + شیخ نصر الدین جراکی ساکن مرادآباد ۲ + حاجی شیخ عنایت اللہ صاحب ۲ + سید محمد حسن چپراسی ساکن بہوپور ضلع الہ آباد ۲ + مراد یخان ۲ + شیخ بیچو ۲ + رحمت اللہ شاہ ۲ + عبد العلیم میان ۲ + شیخ میا جان ساکن اترسوان ۲ + شیخ فضل حق صاحب ملازم سٹیشن ریلوے بیوان ۲ + پیر چندی ۲ + شیر محمد ۲ + جمعدار محمد علی پوسٹ ۲ + انس بیوان ۲ + مسماۃ حسن بیوہ ۲

ہندوستان کی خیر خبر

وبائے طاعون سے معلوم ہوتا ہے کہ فسران بیسنہ ڈاک کو عموماً سب جگہ اور خصوصاً صاحبہ بمبئی مین نہایت متردد کر رکھا ہے۔ بمبئی مین پہلے سال محکمہ مذکور کے دو سو کے قریب ملازم اس بلائے مبرم کا شکار ہوئے۔ صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر نے بعض پوسٹماسٹرون کے لیے خاص عنایات کی منظوری انکی اس دلیری پر دی کہ مختلف مقامات مین جاکر جہان یہ موذی مرض متعدی اپنی انتہائی شدت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا۔ وہ اپنا فرض منصبی نہایت سرگرمی و ایمانداری اور جرأت سے انجام دیتے رہے۔

سررشتہ ڈاک کو پچھلے سرکاری سال مین اپنی کل شاخون اور صیغون سے ۳۸ لاکھ ۸۳ ہزار روپیہ کا خالص منافع ہوا

پنجاب کی میونسپلیٹیون کو تمام اقسام کے ٹیکسون سے ۲۲ لاکھ کی آمدنی ہوتی ہے جس مین ۱۰۳ روپیے صرف محصول چنگی ہی کا ہوتا ہے۔ دیگر ٹیکسون کے زیر عنوان ہوس ٹیکس اور لینڈ ٹیکس کی آمدنی ۱۱ لاکھ ہوتی ہے۔ ٹیکس گاڑی ٹیکس کا ۳۴ ہزار روپیہ واٹر ریٹ کا ۱۹ ہزار روپیہ اور ملازم ٹیکس کا ۱۹ ہزار روپیہ ٹیکس حفاظت (چوکیدارہ) کا ۷ ہزار۔

کلکتہ مین ۵ جنوری کو ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس مین ان تمام جماعتون کے قائمقام شریک ہوئے جنہون نے کارڈ نیل کی کسی نہ کسی شاخ سے تعلق اور دلچسپی ہے۔ سالگذشتہ مین نیل کے متعلق جو علمی تحقیقات اور دریافتین عمل مین آئین وہ اس رجا امید بندھانیوالی ہین کہ انکے اعتماد پر ایک نئی کمپنی قائم کیجائیگی ہے جو زراعت نیل کی ترقی کے لیے مصنوعی کھاد تیار کیا کریگی۔

حضور کمانڈر انچیف بہادر نے سفارش کی ہے کہ ہندوستان کی میدانی فوج (انڈین فیلڈ آرمی) مین چھ جسوم توپخانے ہندوستان سے جو انڈین کنٹنجنٹ نام فوج شہنشاہی (واقعہ آسٹریلیا) کو بغرض شمولیت جشن طلائی کو بھیجے گئے تھے آسٹریلیا والون نے انکی بڑی تعریف کی اور بہت ہی پسند کیا۔ چنانچہ ہندوستان کو واپس ہونے سے پہلے بمقام فرمانروائی مذکور کی دو جسیم پر ہندوستانی فوج شہر کو گنر لیٹنڈ کو جائیگی۔

ضلع جالندہر پھر طاعون سے بری قرار دیا گیا ہے۔ پچھلی بار ہو۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو اس ضلع مین وبا نمودار ہوئی تھی جب سے اب تک اسکو صرف چار گاؤن متبلائے طاعون ہوئی ہین۔ اور کل ۱۹ وارداتین اور ۱۲ اموات۔ ایکی وبا کا زور کم رہنے کی وجہ گمان غالب یہ ہے کہ لوگون نے طاعونی چوہے مارنے شروع کر دیے تھے۔ قریباً تین لاکھ آدمیون نے ٹیکا لگوایا ہوگا۔

کمیشن تبتی نسل سپاہیان جسکا پریذیڈنٹ لارڈ ڈارچسٹر ہے ہفتہ کی صبح کو بذریعہ سپیشل ٹرین امرتسر پہونچا۔ اسپر مسٹر ایل الڈ سٹرکٹ لوڈسے کے گھوڑون کا معائنہ کیا جن کی احاطہ ریلوے مین پریڈ لگائی گئی تھی۔ یہان کے ضل اور اعلے جانورون کو دیکھکر کمیشن بہت خوش ہوئے اسیدت عصر سے ہر کمیشنر ذریعہ سیل مین روانہ لاہور ہوگیا۔ وہان دو ایک دن رہکر کشمیر کی طرف روانہ ہونگے۔

ٹھاکر گنیش پرشاد سنگھ سابق انسپکٹر آف پولیس کو جو حال مین اعزازی مجسٹریٹ کے اختیارات دیے گئے تھے دانستہ کے عطا ہونے کی تعلیت میں ناپسندیدہ رویہ کے جتلیا گیا ہے۔ جس سے ٹھاکر جی گزشتہ مقدمات مین ملوث ثابت ہوئے۔

کلکتہ سے ۵ جنوری کی تار برقی سے ظاہر ہے کہ بقول اخبار انگلشمین ایک کمپنی جاری کرنے کی تجویز ہو رہی ہے جو نیل مین مصنوعی کھاد تیار کیا کریگی۔

لنڈن یونیورسٹی کے پروفیسر رامزے جو مسٹر ٹاٹا کی تجویز "تحقیقات علمیہ" کے لیے مناسب شخص دریافت کرینگے غرض سے ہندوستان مین سفر و سیاحت کر رہے ہین۔ وہ حال مین کلکتہ کی کئی ایک علمی و صنعتی انسٹی ٹیوشنون کا ملاحظہ کر چکے ہین۔ اور اگلے ہفتہ انہی مقاصد کیلئے بمبئی روانہ ہونگے۔

مسٹر آدرڈ بک بھی سال ہند مین ایک دورہ لگا رہے ہین۔ یہ صاحب ابھی چار سال ہوئے گورنمنٹ کانفرنس مین شریک ہوئے تھے جس ذیبارہ مین بحث کی تھی کہ ابتدائی اور وسطی مدارج تعلیم کے موجودہ نظام و نصاب مین کونسی اصلاح کیجائی چاہیے تاکہ وہ زیادہ عملی اور مفید ثابت ہو۔

جناب ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ آف انڈیا کے ہمراہ ہندوستان کی مختلف ریاستون کا دورہ کر رہے ہین۔

پایا جاتا ہے چنانچہ پچھلے سال حسابی مین نیشنروں وغیرہ کی شناخت کیلئے عموماً اسی نشان سے کام لیا گیا ہے۔

بنگال اور ہندوستان کے حصہ بالائی مین پچھلی بارشون نے خوب لہر بحر کر دی ہے فصلین خدا چاہے تو خوب بھرپور ہونگی۔ سب طرف سے جو صلہ بڑہانیوالی خبرین پہونچ رہی ہین۔ پنجاب مین بھی اکثر مقامات مین اچھی بارش ہوگئی ہے۔ خدا کی فضل و رحمت مین تو اب کوئی کسر رہ نہین گئی۔ اور نہ قحط کے دور ہونے مین کسیطرح کا شک ہے اب ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ آدمی بھی آدمیون پر رحم کھائین۔

ہندوستان سے کوئلہ کی برآمد پچھلے چار سالون مین بہت ہی بڑہ گئی ہے ۱۸۹۶ء مین کل ۱۰۰ ۱۵۱ ٹن کوئلہ باہر گیا تھا ۱۸۹۹ء مین کسی قدر بڑھکر ۳۰ ۲۷۰ ٹن گیا۔ اور ۱۹۰۰ء مین برآمد یکایک بڑھکر ۱۱۲۰۰۰ ٹن تک پہونچی۔ اور اسکے سال مین اس سے بھی زیادہ ۱۲۲۱۰۰۰ ٹن ہوگئی گزشتہ ۱۹۰۰ء مین گرکر ۱۱۳۶۰۰ ٹن پہ جا رہی ۱۹۰۱ء کی شمار امداد ابھی تک ہماری نظر سے نہین گزری۔ اس امر سے ناواقف ہونگے کہ کیون برآمد مین بیشی ہوتی جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ یورپ مین کوئلہ بڑا گراں ہے اور وان سے برابر مانگ چلی آتی ہے۔ زور جہاز تیار مین لگے ہوئے ہین۔ یہ تجارت برآمد بڑہتی روسے ترقی پکڑیگی۔ ایک انگلو انڈین اخبار لکھتا ہے کہ "یہ جو لوگ یہ کہکر چیخ رہے ہین کہ ہمارے ملک کی زرخیز غلہ کھینچ کھینچ کر یورپ کو بھیجی جاتی ہین۔ انہین یہ ماننا پڑیگا کہ کوئلہ کے معاملہ مین ملک کی معدنی دولت بڑہ رہی ہے"

کلکتہ یونیورسٹی بی اے امتحان آنرس مین ۱۶ سالہ عمر کی قید عاید کرنا چاہتی ہے۔ ہنوز تجویز زیر غور ہے۔

پورٹ آپور کے ضلع مین موضع سگرار بھی مبتلائے طاعون ہے۔

کانگرس کمیٹی کی سالانہ میٹنگ کا ایک ڈیپوٹیشن حضور وائسرائے کی خدمت مین پیش ہوگا۔ اور درخواست کریگا کہ بیکاری و افلاس کی حالت کی تحقیقات کے لیے کمیشن مقرر کیا جاوے۔

بریکا پیر ہڈار ریلوے کی شاخ ریلوے سوتگڈیہ تک آمد و رفت کیلئے کھلگئی۔ رفتار ۲۵ میل فی گھنٹہ ہے۔

ہمالیہ مغربی اور افغانستان مین ایکسر سری طور پر معمولی شدت کی برف باری ہوئی۔

قحط ریلیف پر پچھلے ہفتہ مین کچھ کمی نہین ہوئی۔ بمبئی مین پھر آثار قحط نمایان ہین۔

نواب صاحب ڈاکہ نے میونسپلٹی کو ۵ لاکھ روپیہ دیا جس سے وہان کے دو بڑے بازارون مین برقی روشنی کیجائیگی

بلوچستان سے ایک کاروان کی تباہی کی نسبت بڑی دردانگیز روائتین سننے مین آئی ہین۔ یہ قافلہ چند ماہ گذرے کہ سامان تجارت لیکر قندہار افغانستان مین گیا تھا۔ قافلہ کی جمعیت سو آدمی سے اوپر تھی۔ وہان انکا تمام اسباب لٹ گیا۔ اور یہ بیکس بیکار کئے گئے۔ وہ پس آتے ہوئے قندہار اور پشین کے مابین وہ ایک صحرا مین راستہ بھول گئے۔ کئی دن تک ادہر اودہر گھومتے رہے۔ آخر کو صرف دس آدمی بڑی تکالیف اٹھا کر نیم مردہ حالت مین پشین پہونچے۔ باقی سب بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ چند روز تو اونٹون کو ذبح کر کے گذارہ کرتے رہے۔ پھر جب کوئی سامان خوراک نہ ملا اور کہین پانی نہ پایا تو آخر شکار اجل ہوگئے۔

پیر مہرین بنگال لانسرز کے رسالدار میجر شیر محمد صوبہ دار نائب صوبیدار کمانڈنگ انچیف کے دیسی اڈیکانگ مقرر ہوئے۔

کرمان میں تازہ بمبئی پہنچی ہے جسکی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ پچھلے دنون جو اشخاص فرار ہوگئے تھے انکے پیکانے سے مفسد لوگ سرحد ایران کو عبور کر کے علاقہ مذکور مین تاخت و تاراج کرتے ہین۔ وزیر اعظم بلوچستان کو چاہیے کہ ان کے حاکم اعلے یعنی سردار شہر اللہ جان نائب منجانب ان علاقہ بڑی پھرتی سے کام لیکر مستری نزد سیبی سے اپنے قبائل کی ایک کنٹنجنٹ فوج طلب کی ہے۔ جو براہ کراچی موقع واردات کیطرف روانہ ہوگئی ہے۔

مسٹر سی ایل میٹر فنانشل کمشنر صاحب بہادر پنجاب دہلی۔ انبالہ۔ جالندہر ہوتے ہوئے ۲۹ ماہ حال کو لاہور واپس پہونچ جائینگے۔

پارہ کی محکمہ سول بازار لوراللائی مین ایک جمعدار پٹھان نے کپتان ٹوڈی سی جونسٹن۔ آئی۔ ایم۔ ایس کو قتل کر دیا۔ قاتل نے فوراً بھاگنے کی کوشش نہین کی۔ بلکہ وہین کھڑا رہا۔ مزید حالات ہنوز معلوم نہین ہوئے۔

محصول نمک کی انجیریاد و دشت بابت ۱۹۰۰ء کچھ تسلی بخش نہین۔ چنانچہ بنگال مین تو زیر کاشت نمک بہت کچھ گھٹ کر ۴۴۹۰۰۰ ایکڑ سے ۳۶۱۰۰۰ ایکڑ پر جا رہا جس کیوجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ گزشتہ تین برس مین نمک کی قیمت شوالی بہار مین بائیس گرگئی کاشتکاروں کو جو حصہ پیداوار کا ملتا تھا وہ بھی کم ہوگیا جس سے انہون نے نمک کی جگہ دوسری کاشت شروع کر دی

اسلامی خبریں

فہرست زر چندہ حجاز ریلوی جو میان غلام نبی و حبیب اللہ صاحبان تاجران پشمینہ ام تسر کو موصول ہوا۔

میزان مندرجہ پرچہ غیر ۱۴ جلد ۶ سامبر

بابو غلام تسیم صاحب بمبئی اور سیسر ... عہ ر
عبد الرحمن صاحب بیٹ بابت اکثر برونو مبر معرفت اخبار وکیل ... ... سے ر
کرم بخش ہیڈ مالی معرفت دفتر اخبار وکیل ... ... عہ ر
شیخ فتح اللہ صاحب مرحوم " " ... ... صر
حکیم شرف الدین صاحب ملازم کپور تھلہ ... عہ
غلام محی الدین صاحب ... ... عہ ر
حکیم جمال الدین صاحب ... ... صر
غلام غوث ۴ ر فیس منی آرڈر ۴ ر معرفت اخبار وکیل

پیشنبع اور جدہ میں چند قدیم باولیاں پائی گئیں۔ انکی مرمت کا حکم ہوا ہے۔ عساکر عثمانی متعینہ حجاز یکو کے ان باولیوں سے بڑا آرام ملیگا۔

شکایت ہی کہ کونسل دھان آئین ہند میں آجکل ایک بھی مسلمان ممبر نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس حافظ محمد شریف خان صاحب امام جامع مسجد کلان و قاضی شہر ڈیرہ دون ۲۰ دسمبر کو انتقال فرما گئے مرحوم اپنے اخلاق و اوصاف کی وجہ سے نہایت ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ آپ کی وفات سے ہر خاص و عام کو بڑا صدمہ ہوا۔ قاضی صاحب مغفور کے تین صاحبزادے ہیں۔ فرزند کلان رسالہ یاڈیگارڈ میں منشی ہیں۔ منجھلے صاحبزادہ حافظ عبد الرحمن خان کو امامت و قضاۃ تفویض کیگئی۔

ایک ترکی اخبار لکھتا ہے کہ محمد حقی پاشا افندی نے شہر کے حاکم اعلیٰ کی خدمت میں درخواست گذرانی ہے کہ قسطمونی میں ولایتی پانی بنانے کا مجھکو ٹھیکہ دیا جائے۔ میں ارثمانی ہزار پونڈ ترکی بارہ کی سرکار عثمانیہ کو ادا کرونگا جو معاملہ محمد حقی کو کرنا منظور ہے۔ یہ در اصل اجارہ کا لفظ قرین بیان نہیں ہے کیونکہ وہ ولایت پر قبضہ کرکے دوسرے کارخانے بھی جو اسوقت موجود ہیں جاری رکھیں۔ ہاں البتہ اس امر کا استثنا یہ ضرور ہے کہ بعد میں اور کسی کو نیا کارخانہ قایم کرنیکی اجازت نہ دیجائے۔

اخبار اقدام رقمطراز ہے کہ حضرت خلافت پناہی نے ایک فرمان بنام شیخ الاسلام بدیں مضمون نافذ فرمایا ہے کہ صوبہ البانیہ میں ایک جماعت علماء کی بھیجی جائے جن کا کام یہ ہوگا کہ جا بجا قرآن کریم کا وعظ کرتے پھریں اور دین محمدی کی پاک تعلیمات کو پھیلائیں۔ اہالی آبادی میں جو اپنی ذہانت اور قابلیت کیوجہ سے خاص امتیاز رکھتی ہے۔ علی الیقین و ہدایت پر زیادہ زور دیں۔ فرمان شہنشاہی میں یہ بھی حکم ہوا ہے کہ علماء کے انتخاب میں خاص احتیاط سے کام لیا جائے تاکہ جو لوگ اس مقدس مشن میں شامل ہو کر جائیں وہ نہایت نیک نہاد۔ شائستہ اور گویا فرد علماء کا واقعی انتخاب ہی ہوں۔ بقول ہمعصر موصوف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ کا منشا یہ ہے کہ البانیہ والوں کی دینوی و اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ ہی پیشہ بندوں میں جو بغیر اسلام کی پوری پابندی اور تقوی و طہارت کے ناممکنات میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "گرہ عاقبت پرہیزگاروں کو لیئے ہے"۔

وزارت جیسہ مال میں ایک خاص کمیشن وارفنڈ کا چندہ وصول کرنیوالی کمیٹی کے حسابات کی جانچ کرنیکو مقرر ہوا ہے۔ دو انسپکٹر مفصلات میں سب کمیٹیوں کے رجسٹروں کا معائنہ کرنیکو جانیوالے ہیں۔

دیگر دول یوروپ کی پیروی کرکے ٹرکش گورنمنٹ نے بھی تعریفہ کیا ہے کہ صداح شدہ بین الاقوامی سگنل کوڈ کا سلسلہ اپنے ہاں جاری کیا جائے۔ یہ کوڈ ایک کمیشن کے زیر اہتمام جو اسی مقصد کیلئے مقرر ہوا ہے ترکی زبان میں ترجمہ ہو کر چھپے گا۔

دمشق کی خبروں سے وہاں گورنر حوران کے ورود کا حال معلوم ہوا۔ گورنر موصوف اس غرض سے تشریف لائے ہیں

کہ حکام صوبہ مذکور کے ساتھ اسپارہ میں گفتگو اور غور و فکر کریں۔ کہ جو نیا سڑک ریلوے حوران و درعا میں خیمہ زن ہیں اور اکثر انمیں جھگڑے فساد برپا ہوتے رہتے ہیں۔ انکو اس بلوائی تائع میں رفع شر کیلئے کونسی تدابیر عمل میں آنی چاہئیں رہا۔

اخبار حقیقت لکھتا ہے:۔ وزارت بحریہ کو ہدایت ہوئی ہے کہ اسپیریل چانسلری کو اس امر سے مطلع کیا جائے کہ عثمانی صیغہ بحری کو اسی درجہ تک ترقی دینے اور مکمل کرنیکے لیے جیسے کہ دوسری یوروپین طاقتوں نے کی ہے کونسی تدابیر اختیار کرنیکی ضرورت ہوگی۔ اس فرمان میں وزارت بحریہ سے خاصکر یہ دریافت کیا گیا ہے کہ جنگی جہاز کتنے درکار ہونگے۔

اخبار صباح رقمطراز ہے کہ وزارت بحریہ عنقریب کارخانہ جرمونیا سے حصری توفیق نام آہن پوش جہاز کی ترمیم و تجدید کا معاہدہ کرنیوالی ہے۔ جو شروع موسم بہار میں مرمت سے فارغ ہو کر گیلی پولی بھیجا گیا تھا۔ اس شیر کا سامان اسلحہ حضرت سلطان المعظم کی پسند و منظور کردہ تجویز کے مطابق تبدیل کر دیا جائیگا۔ ڈیڑھ سال کے اندر یہ کام انجام پائیگا۔ اسلحہ حسب ذیل ہونگے:۔ ۳۲ توپین تازہ طرز ایجاد کے نمونہ کی۔ یا تین تفصیل کہ ۲ توپ ۱۲ سنٹی میٹر کی۔ ۶ توپین ۱۵ سنٹی میٹر کی۔ ۶ توپین ۱۰½ سنٹی میٹر کی اور ۲ توپین ۸۴ ملی میٹر کی۔ ان توپوں کی ہمرسانی ایک امر خاص قابل توجہ اور زیر غور ہے۔

حکام بغداد نے حکومت سنیہ سے درخواست کی کہ بغداد اور کاظمین کے درمیان دریائی دیہ کے جنود اور پشتون کی مرمت کیلئے پچاس ہزار پیاسٹر کی امدادی رقم عطا ہو۔

کریٹ کے تارکان وطن جن کی حفاظت کیلئے ایک خاص کمیشن مقرر ہوا تھا۔ وہ کمیشن مذکور کی مدد سے ولایت قونیہ کے قریب سات دیہات میں آباد ہو گئے ہیں۔

بغداد سے خبر ملی ہے کہ قبیلہ بنی لام نے جس میں سات ہزار گھرانے شامل ہیں گورنمنٹ عثمانیہ سے اجازت چاہی ہے کہ ہم عراق عرب میں آباد ہونے دیا جائے۔

حجاز ریلوے کمیشن کو ذوات ذیل وصول ہوئی ہیں:۔ قونیہ سے ۲۸۵۲ پیاستر۔ طیب ۳۵۴۰ پیاستر موصل سے ۲۵۰۰ پیاستر۔ اداسے ۱۲۴۷ پیاستر۔ گل جیلے ۵۰۰۰ پیاستر۔ گیلی پولی سے ۱۲۰۲ پیاستر ربوسطوے ۵۱۶۲ پیاستر۔ انگورا سے ۹۶ر۳۶ پیاستر۔ قسطمونی سے ۳۴۰۰ پیاستر اور ولایت خودوندگار سے ۳۸ر۲۵ پیاستر۔

ولایت آیدین کے عہدہ داران کے ذمہ چندہ حجاز ریلوے کی جس قدر رقم آئی ہے وہ پانچ سالانہ قسطوں میں ادا ہوگی۔ اور پانسو کم تنخواہ والے لوگ اس چندہ کی تمام ادائیگی سے بری ہونگے۔ اپنی خوشی سے دینگے تو انہیں اختیار ہوگا۔ اس لائن میں کام آنیکو دو سو ۲۰ چھکڑے یوروپ سے حال ہی میں بیروت پہنچے ہیں۔

کمیشن حجاز ریلوے نے ٹھیکہ داران و نکوان کانون اور تنصیبون وغیرہ کا نرخ پیش کرنیکا حکم دیا ہے جو لائن مذکور کی تعمیر میں کام آئینگے۔

اودہ پنچ لکھنؤ کے ایڈیٹر منشی سجاد حسین صاحب جو اردو نثر کے ایک مشہور وقائع نگار ہیں اپنی قوم کو اس جانب زور سے توجہ دلاتی ہے کہ اسوقت جبکہ اس ہر دلعزیز ملکی زبان پر ہر چہار طرف سے مخالفانہ حملے ہو رہے ہیں ایسی تدابیر کا عمل میں آنا ضروریات سے ہے کہ جن سے اسکا اندرونی استحکام متوقع ہو اور وہ بذات خود ان حملوں کا مقابلہ کر سکے۔ منشی صاحب موصوف ذکر کمیٹی تالیف کرتے ہیں جس میں زبان اردو کی ترقی سے دلچسپی رکھنے والے جنٹلمین شامل ہیں۔ انکا منشا یہ ہے کہ اپنی سرگرم مساعی کے علمی نتائج سے اردو لٹریچر کو مالا مال کر دیں۔ پہلے بھی اس قسم کی متعدد سوسائٹیاں قایم ہو چکی ہیں مگر آخر وہ کچھ مستقل و پایدار ثابت نہ ہوئیں۔ کاش اس دفعہ جامعان اردو کو کامیابی حاصل ہو۔

منشی فخر الدین صاحب رئیس شملہ کو خطابات نوروزی کی تقریب پر گورنمنٹ عالیہ کی جانب سے خانصاحب کا اعزاز عطا ہوا ہے۔ آپ نہ صرف شملہ میں بلکہ پنجاب بھر میں ایک نامی گرامی شخص ہیں۔ پبلک اغراض اور بالخصوص میونسپلٹی سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اہل شملہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اس عطائے اعزاز سے خاص خوشی ہوئی ہے اور سب کو توقع ہے کہ بہت جلد آپکو خان بہادر کا خطاب ملیگا۔ ہم خانصاحب موصوف کو اس سچی خوشی پر تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔

ایک فرمان سلطانی حال میں جاری ہوا ہے جسکی رو سے علاقہ کوہ قاف کے ساٹھ ہزار تارکان وطنون کو اختیار دیا گیا ہے

مختلف خبریں

گورنمنٹ جاپان کا قانونی مشیر مسٹر کرکوڈ بطریق سیر وسیاحت کلکتہ آیا ہے

امریکہ میں ایک عمارت پندرہ سو فٹ بلند اور نہایت وسیع بصرف ۱½ اکروڑ روپیہ تیار ہوگی جو سینٹ پال گرجا سے پانچ گنی اور مصر کے میناروں سے چار گنی بلند ہوگی ٭

شہنشاہ جرمنی نے حکم دیا ہے کہ انگریزی زبان تمام سکولوں میں پڑھائی جائے ٭

فرانس میں ان لوگوں پر ٹیکس لگیگا جو ۳۰ سال کی عمر تک شادی نہ کریں اور انکو بھی ٹیکس دینا پڑیگا جنکی شادی کے پانچسال بعد تک کوئی اولاد نہ ہو۔ جن عورتوں کے چار لڑکے ہیں انکو وظیفے ملینگے۔ یہ تمام قوانین حرامکاری روکنے کی غرض سے نافذ ہوئے ہیں جسکی وجہ سے فرانس کی آبادی نہیں بڑھتی ٭

برٹش گیمبیا میں بغاوت پھوٹی ہے مہم بھیجنے کی تیاریاں ہیں ٭

لارڈ سالسبری کی تقریر نے یورپ پر واضح کر دیا کہ ٹرانسوال کا پنچایتی فیصلہ برطانیہ کو ہرگز منظور نہ ہوگا ٭

مسٹر کروگر کے متعلق لنڈن سے تار خبر مظہر ہے کہ وہ پہلے بیمار تھا مگر اب کچھ کچھ صحتیاب ہو چلا ہے ٭

رگبی کے فٹ بال میچ میں جو انگلینڈ اور ویلز کے مابین ہوا۔ ویلز نے انگلینڈ کو زک دی ٭

چین اور بالخصوص ٹنٹسن میں یکم سے ۲۸ دسمبر تک دیسی فوجیں کے ۱۵۰ آدمی بیماری سے مری۔ یہ ابھی تک بیان نہیں ہوا کہ کس بیماری سے ٭

لنڈن کے اخبار گلوب نے مسٹر بال گنگادھر تلک کے متعلق اپنے سابقہ خیالات و رائے کی جن پر مقدمہ چلا تھا تردید کر کے معافی مانگ لی ہے اور معافی نامہ شایع کر دیا ہے ٭

گزشتہ نو ماہ میں محاصل انگلستان میں ۳۵ لاکھ پونڈ کے قریب اضافہ ہوا ٭

لنڈن اینڈ گلوب کمپنی کا دیوالہ نکلنے سے ولایت میں ۱۳ کمپنیوں کا دیوالہ نکلگیا۔ مذکورہ (لنڈن اینڈ گلوب) کمپنی کے چیرمین لارڈ ڈفرن ہیں ٭

سر ریڈوولف سلاطین کے عنقریب ڈارفور (سوڈان) میں آنیکی خبر گرم ہے جسکے حوالہ سے قاہرہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان علی دینار نے اینگلو ایجپشین گورنمنٹ (انگلش مصری حکومت) سے دوستانہ تعلقات رکھنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور اس نے اس امر سے بھی اتفاق کر لیا ہے کہ خراج ادا کرتا رہیگا مگر شرط یہ ہے کہ ملٹری یا اور کسی قسم کے ریپریزنٹیٹو (قایمقام) اس کے علاقہ میں نہ بھیجے جائیں۔ گورنمنٹ فی الحال ان شرایط کو منظور کر لینا ہی قرین مصلحت خیال کیا ہے ٭

چینی و روسی ترکستان اور تبت کیساتھ تجارت ہند کی سرکاری رپورٹ بابت سال مختتمہ ۳۱ مارچ سے مظہر ہے کہ اسکے اس تجارت میں تین لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ کی کمی پڑیگی ٭

آسٹریلیا کا وزیر صیغہ مدافعت مسٹر ڈکسن انتقال کر گیا ٭

اخبار ڈیلی کرونکل راوی ہے کہ فرانس اور انگلستان کے مابین ایک عہدنامہ ہوا ہے جسکی رو سے فرانس گیمبیا کے عوض میں اپنے حقوق متعلقہ نیوفونڈلینڈ سے دستکش ہوتا ہے۔ یہ لنڈن سے ریوٹر کی تار خبر مورخہ ۴ جنوری کا مضمون تھا مگر لنڈن ہی سے اور ریوٹر ہی کی معرفت پہونچا ہوا اگلے دن (یعنی ۵ جنوری) کا پیغام تار مظہر ہے کہ ڈیلی کرونکل کا بیان دربارۂ عہدنامہ محولہ غلط ہے۔ لکھتا ہے کہ گیمبیا کا تو کہیں ذکر فکر بھی نہیں اور نہ کوئی عہد و پیمان ہوئے ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ ہر دو دول مذکورہ نے ایک دوسری کی نسبت قیام و استحکام کی خواہش ظاہر کی ہے اور بس ٭

لارڈ ورابرٹس ارل بنائے گئے ہیں اور انہیں گارٹر کا اعزاز بھی عطا ہوگا۔ شہزادی بیٹریس اور ڈیوک آف کناٹ نے مقام کووز میں لارڈ ممدوح سے ملاقات کی اور وہاں سے گاڑی میں سوار ہو کر اوسبرن کو روانہ ہو گئے ٭

ایک اڈریس کا جواب دیتے ہوئے مسٹر لارڈ شپ نے فرمایا کہ جنوبی افریقہ سے میری واپسی ایسی حالت میں تو نہیں ہوئی کہ وہاں بالکل امن امان ہو چکا ہو۔ مگر تاہم انجام کار کے متعلق مجھے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ٭

روم (اٹلی) میں حال کی بارشوں نے بڑا بربادی بخش اثر پیدا کیا ہے ٭

برطانی ساحلوں پر نہایت تند و تیز طوفان آئے۔ کئی ایک سٹیمر کشتیاں وغیرہ تباہ ہوئیں۔ تاروں کے پیغام آنے جانے میں بہت کچھ دیر ہوئی ٭

محاربۂ چین

لنڈن ۴ جنوری۔ کرنیل ٹولک اڑھائی سو سپاہ ۔ ۲۶ ویں بلوچ پلٹن میں سے اور ایک دستہ آسٹریلین اور جاپانی فوج کا لیکر ایک تعزیری مہم پر مقام کاولہجنگ کو روانہ ہوئی ہیں ٭

۵ جنوری۔ سفرائے مقیمہ پیکن نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ تفصیلات کی توضیح ہونے سے پہلے مشترکہ یادداشت پر چین کیجانب سے دستخط فی الفور ہو جائیں۔ مسٹر کونگر نے واشنگٹن (دارالخلافہ امریکہ) کو پیغام تار بھیجا ہے کہ یہاں سفرائے دول تاوان کے معاملہ میں چپ ہیں۔ اخبار پریس ٹائمز کے نزدیک منچوریا میں روس کی جنگی کارروائیاں حقیقت میں اسدرجہ آزادانہ ہیں کہ دول یورپ کے اجتماع اور اینگلو جرمن عہدنامہ سے توڑ کرنا اس کے اپنے اعلان سے بھی مطابقت نہیں کھاتیں ٭

۶ جنوری۔ سفارت کی معرفت تحریری اطلاعات موصولہ شنگہائی سے معلوم ہوا کہ یوکسین کو بتاریخ ۱۹ ماہ گزشتہ پھانسی دیدیگئی۔ جرمنوں نے ٹنٹسن سے ۵ میل شمال مشرق میں ۴۲ کرپ کی میدانی توپیں پکڑیں ٭ ایضاً۔ لی ہنگ چینگ پھر بدستور سخت بیمار ہو گیا تھا ٭

۷ جنوری۔ جرمن اخبارات بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ روس اور چین کے عہدنامہ منچوریا میں اینگلو جرمن عہدنامہ کی دفعہ ۳ کے مطابق جنگ و جدل کی کوئی گنجایش نہیں ہے اخبارات مذکور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے جرمن کے فوائد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہاں برٹش کے چند فوائد تک البتہ اثر پہونچتا ہے ٭

ایضاً۔ برٹش ان پندرہ سو پونڈ کی رقم کو تقسیم کر رہے ہیں جو کرنیل رچرڈسن نے ۱۴ چینیوں کے گھرانوں میں بطور جرمانہ وصول کی تھی یہ چینی مقام ینگ چنگ میں جرمنوں کے ہاتھ سے مقتول ہوئے تھے۔ دربار چین نے سفرا کو لکھا ہے کہ مشترکہ یادداشت پر دستخط ہونا ملتوی کیا جائے تاوقتیکہ اسکی قابل اعتراض دفعات میں ترمیم نہ ہو لے۔ اخبار ٹائمز کہتا ہے کہ گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ منچوریا میں برٹش حقوق بدستور قایم رکھے۔ اینگلو جرمن عہدنامہ کی تاویلات سے جرمن پریس ہماری حقوق کو گھٹانے نہ پائے ٭

۸ جنوری۔ چینیوں کو اطاعت قبول کر لینے پر آمادہ پاکر کرنیل ٹولک کی تعزیری مہم جو مقام کاولہنگ کو بھیجی گئی تھی اب واپس آگئی ہے ٭

ایضاً۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار اوڈیسہ بیان کرتا ہے کہ روسی فوج کے لیے چالیس ہزار کی کمک اور بحری راستہ سے ۱۹ ماہ حال کو روانہ اقصائے مشرق ہونیوالی ہے علاوہ اس سپاہ کے جو براہ خشکی ابتک جا چکی ہے۔ اخبار ڈیلی میل نے واشنگٹن کا ایک مراسلہ بدین مضمون شایع کیا ہے کہ گورنمنٹ اضلاع متحدہ نے یہ تجویز دول عظام کے پیش کی ہے کہ گفتگوئے مصالحت کا کام پیکین سے واشنگٹن منتقل کر دیا جائے ٭

۹ جنوری۔ جرمنوں نے پیکین سے ستر میل شمال مشرق میں دو ہزار چینیوں کو زک دی۔ ان کے دو سو آدمی ہلاک کئے اور تین مجروح۔ خود جرمنوں کا یہ نقصان ہوا کہ تین مقتول۔ ایک افسر اور چند سپاہی مجروح۔ اضلاع متحدہ امریکہ کی گورنمنٹ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ واشنگٹن یا کسی دیگر دارالخلافہ میں ایک انٹرنیشنل کانگرس (مجلس بین الاقوامی) منعقد کیجائے جو چینی تاوان جنگ اور نیز تجارتی معاہدوں کے بارہ میں غور و خوض کرے۔ پیکین میں امور متنازعہ سے متعلق ایک اور گتھی پڑ گئی ہے جو دیکھئے کیونکر سلجھتی ہے وہ یہ کہ سفرائے چین کو ایک فرمان شاہی بدین مضمون موصول ہوا ہے کہ مشترکہ یادداشت پر مرگز دستخط نہ کریں تاوقتیکہ اسکی اہم شرائط تبدیل نہ کر دیجائیں۔ سفیروں نے شہنشاہ بیگم کو جو کچھ لکھا ہے اسکا منشا فرمان مذکورہ کی کسیقدر خلاف ہے۔ یعنی یہ کہ یادداشت مشترکہ کو بجنسہٖ منظور نہ کرنا اچھا ہوگا۔ کونٹ وان والڈرسی نے پرنس چنگ کی درخواست منظور کرنے یعنی اشارۂ گفتگوئے مصالحت میں التوائے جنگ سے انکار کر دیا ہے ٭

ایضاً۔ تمام دول عظام کی طرف سے جدا جدا مگر ایک دوسرے سے موافق مراسلے گزشتہ دوشنبہ کو پیکین میں چینی سفرا کے پاس پہونچے تاکہ ان پر دستخط کر کے فغفور کی شہنشاہی مہر ان پر ثبت کر دیجائے ٭

۱۰ جنوری۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا وقایع نگار ویناد (دارالخلافہ آسٹریا) سے لکھتا ہے کہ گفتگوئے مصالحت کا معاملہ پیکین سے واشنگٹن میں منتقل کرنیکے متعلق امریکن تجویز کی بڑے زور شور سے تردید کیگئی ہے ٭

(سید آ)

محاربہ ٹرانسوال

۱۰ جنوری۔ کیپ گورنمنٹ نے کیپ ٹون سمیت ۱۰ اضلاع کے لائلسٹوں کو طلب کیا ہے تاکہ ایک تنخواہ دار فوج مدافعت تیار کرکے حملوں کے پیش کرنے میں برٹش سپاہ کو مدد دیں۔ مقام اوسمیڈ کے قریب دو سو بوئروں نے ایک ٹرین روک لی اور فوج نو آبادیہائی کے ساٹھ سپاہی قید کرلئے تھے۔ جنکو انہوں نے بعد میں ہاکر دیا۔ یہ سپاہی ٹرین مذکور میں سفر کر رہے تھے۔ ان میں کے چار زخمی تھے +

۲ جنوری۔ جنرل نوکس ابھی ڈیوٹ کا تعاقب کر رہے ہیں۔ انہوں نے اسکے پانچھ چھکڑے گرفتار کئے جنمیں سامان رسد اور چھ ہزار کارتوس تھے۔ جنرل فرنچ نے بھی سامان رسد کی معقول مقدار پکڑی ہے مگر دوسری طرف مقام کرومان کے قریب بوئروں نے ایک برٹش بدرقہ گرفتار کرلیا جسکا سامان پچاس ہزار پونڈ قیمت کا تھا +

ایضاً۔ بوئر کیپ کالونی کی تجاوز مونکبوٹ کمپوٹ میں ہیں اور فرنچ برگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کیپ ٹون سے ڈیلی میل کی ایک تار خبر مظہر ہے کہ بوئروں کی دو جدید کمانڈو زوربائی اور بنج سے عبور کر آئی ہیں اور حملہ آور دستوں کی تعداد اب پانچھزار ہے +

۳ جنوری۔ لارڈ کچنر تار دیتے ہیں کہ کرنیل پلچر نے بدھ کے دن ڈیوٹ کو بیتھلہم کیطرف بڑھنے سے روک لیا چنانچہ اس نے لنڈلے کیجانب ہزیمت اختیار کی۔ کرنیل ہنرو کا مقام کرونسٹیڈ سے کوچ کرتے ہوئے مقابلہ ہوا۔ لیکن وہ بنقصان خفیف نو رلگا کر نکل ہی گئے۔ مقام سرفونٹین کے جنوب میں دشمن نے ریل خراب کردی۔ کرنیل ولیمز نے مڈلبرگ کے جنوب مغرب میں غنیم کو مصروف جنگ کیا برٹش فوج نے مقام گرافرنیٹ کو خالی کردیا۔

ایضاً۔ گریکوالینڈ مغربی کی خبر مظہر ہے کہ بوئر وںکی بھرپور پارٹیاں جنوب میں پریسکا کیطرف بڑھ رہی ہیں۔ انکا مقصود کیپ کالونی کا سنٹر معلوم ہوتا ہے۔ ڈچ وںکی آبادی انکو مدد دے رہی ہے۔ جنہیں زیادہ تر اسلحہ جنگ کی عدم موجودگی نے شورش بپا کرنیسے روکا ہوا ہے۔ "مونک" نام حفاظتی جہاز کیپ ٹون میں توپیں لاکر اتار رہا ہے۔ یہ کارروائی پیش بندی وحفظ ماتقدم کے طور پر ہے +

۴ جنوری۔ حکام کیپ ٹون ہر طرح کے حوادث کا مقابلہ کرنیکی تیاری کر رہے ہیں۔ اور بوئر قیدیوں کو جہاز بار برداری میں سوار کرکے روانہ کر رہے ہیں۔ نئی فوج مدافعت (ڈیفنس کور) کی بھرتی تیزی اور پھرتی سے ہو رہی ہے۔ فرقہ لائلسٹ کی تمام قومیں اس فوج میں آن آن کے مل رہی ہیں۔ ایک "ٹون گارڈ" (قصبہ کی حفاظتی فوج) بن رہی ہے اور فوجی قانون کی توسیع ہوگئی ہے۔ فریزر برگ کے سٹیشن ماسٹر نے چند صندوق پکڑے ہیں جنپر کنڈنسڈ ملک "منجمد دودھ" کا لیبل لگا ہوا تھا مگر دراصل انکے اندر گولیاں ڈائنامیٹ وغیرہ سامان جنگ نکلا۔ کارندوں سے آنیوالے کسان بیان کرتے ہیں کہ بوئر کمپنی ایک خفیہ تار کے ذریعہ متواتر کالموں میں سفر کر رہے ہیں۔ گھوڑوں اور اشیاء خوردنی کا صفایا کرتے جاتے ہیں برٹش فوج نے یکجا مجتمع ہونیکی غرض سے مقامات فوریسمتھ اور میگرز فونٹین کو خالی کردیا ہے +

ایضاً۔ پری ٹوریہ میں برگروں کی ایک بارسوخ کمیٹی مصالحت قایم ہوئی ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ میدان جنگ کے موجودہ برگرونکو صورت حال سے آگاہ کیا جائے۔ بالخصوص لارڈ کچنر کی اس تجویز سے کہ جن برگروں نے اطاعت قبول کرلی ہے انہیں۔ انکے اہل وعیال اور نیز انکے مال مویشی کو کیمپ کی پناہ میں رکھا جائیگا۔ یہ تجویز ہے اور پارلیمنٹ ٹرانسوال کے چار ممبر شامل ہیں اور جنرل کرونجی کا بھائی بھی شریک ہے۔ ٹرانسوال کے بوئر غیر معمولی چستی سے مصروف جنگ ہیں۔ ٹرینوں۔ بدرقوں اور چوکیوں پر روزمرہ حملے کرتے ہیں۔ مگر اکثر پسپا کئے جاتے ہیں۔ بچونالینڈ کے حملہ آور دستے مقامی باشندے بہرآن ملے ہیں۔ مونک (شہنشاہ) نام جہاز نے کچھ سپاہ کیپ ٹون میں لاکے اتاری ہے تاکہ شمالی علاقہ کی برٹش افواج کو کمک پہنچائی جائے +

۵ جنوری۔ دو سو بوئر حملہ آور دریائی اورنج کو عبور کرکے جانب شمال واپس چلے گئے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں جنگی خدمات انجام دینے کیلئے آسٹریلیا۔ اور نیوزیلینڈ میں ہزارہا جوان آن آن کر والنٹیر فوجیں بھرتی ہو رہے ہیں۔ چنانچہ دو ہزار سوار اور پرتوریگلر فوج کیپ ٹون میں بھرتی ہوئی ہے اور چار سو سوار تیار ہیں۔ جو حکم ہوتے ہی تین دن کے اندر اندر زرمگاہ کیطرف چل پڑینگے +

ایضاً۔ سر الفرڈ ملنر ٹرانسوال اور اورنج ریور کالونی کے گورنر جنرل اور ہائی کمشنر مقرر ہوگئے ہیں۔ سر والٹر ہیلی رچنسن گورنر کیپ آرہے ہیں۔ سر ہنری میکالم ٹنال کی گورنری پر تعینات ہوئے اور میجر گولڈ آڈمر صوبہ اورنج ریور کالونی کے فسٹ گورنر بنائے گئے ہیں +

ایضاً۔ لارڈ ڈربی نے ایک چٹھی اخبارات کے نام لکھی ہے جسمیں ہز لارڈ شپ اہل لنڈن کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے نہایت تپاک اور خلوص سے آپ کا استقبال کیا اور آپکے رفقاء (موجودہ میدان جنگ) کی نسبت پسندیدگی وستایش کا اظہار کیا۔ لارڈ ممدوح نے پبلک سے استدعا کی ہے کہ مجلس سپاہیان و ملاحان کیطرف سے شہزادی ویلز نے جو اپیل حال میں کی ہے اسکی نہایت فراخدلی کیساتھ تائید کیجائے +

کلکتہ سے ۱۴ ماہ حال کی تار خبر مظہر ہے کہ سپاہ ملسٹن ہارس آج توڑ دیگیلی الہ آباد سے ۵ رکلہ پیغام کریں۔ افسروں کے علاوہ سپاہیوں کا بھی پختہ ارادہ ہے کہ صاحب محمد وحکو ایک شمشیر اعزازی نذر دیں +

ایضاً۔ جنرل گرنفیل اور جنرل ولیمز مختلف سمتوں سے مقام مڈلبرگ پر آملے اور اسکو غنیم کی دستبرد سے اپنی حفاظت میں لیلیا۔ جنرل ولیمز بوئروں سے لڑے اور انکو پیتھڈ ہی سٹی کیطرف کو بھگا دیا۔ کیپ ٹون میں ۶ گارد تیار ہو رہا ہے وہ چار ہزار ریگلر فوجکو سبکدوش کریگا تاکہ اس سے کسی دوسری جگہ کام نکلے۔ پانچھزار سوارہ فوج والنٹیر کیپ ٹون میں تیار ہے۔ کمک کیضرورت ہوئی تو فی الفور یہ سپاہ شمال کیطرف روانہ کردیجائیگی +

۶ جنوری۔ لارڈ کچنر نے تار خبر بھیجی ہے کہ مغربی حملہ آور گیلونیا کیطرف بڑھ رہے ہیں۔ اور انکا مشرقی حصہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم ہوگیا ہے علیوال شمال سے جانب مغرب ایک اور چھوٹی سی بوئر جمعیت کیپ کالونی میں داخل ہوئی ہے مقام رہنوسٹر کے نواح میں ریلوے پر بوئر پھر دوبارہ نمودار ہوئے ہیں لیکن یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ڈیوٹ بھی ان کے ساتھ ہے یا نہیں۔ اگرچہ بوئروں کیپ کالونی پر حملہ آور ہوئے ۱۹ روز گزر چکے ہیں لیکن تاہم انکی حرکات کی نسبت ابتک بہت کم حالات سننے میں آئے ہیں۔ وجہ یہ کہ خبروں کی سخت بندش ہو رہی ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ نہایت سبک سامان حرب سے آراستہ ہیں۔ انکی سواریاں بڑی عمدہ ہیں جنمیں کچھ گھوڑے بار برداری کے ہیں۔ توپیں کوئی نہیں۔ اور اسیوجہ سے وہ اس قابل ہیں کہ بڑی شاہراہوں اور دروں کو چھوڑ کر جدھر سے چاہیں جہاں تہاں جا نکلتے ہیں۔ بعض کو یقین ہے کہ حملہ آور اس امید میں مارک ٹائم کر رہے ہیں کہ ڈیوٹ کسی طرح راہ پاکر جنوب کیطرف سے آئیں آن ملینگا اور انکا لیڈر مینیگا بعض کے پندار میں یہ معاملہ صرف اتنا ہے کہ غنیم کی آس تو ٹوٹ ہی چکی ہے اب اس کے آدمی نئے گھوڑے اور تازہ سامان رسد حاصل کرنیکی دھن میں یونہی دار تاخت تاراج کرتے ہیں۔ اسوقت تک تو ڈچ نو آبادکاروں کا کوئی عام رویہ اسکا مساعد معلوم نہیں ہوتا کہ حملہ آوروں کو کمک پہنچائی جائے۔ کیپ کے کچھ ڈچ چوٹی چھوٹی ٹولیاں شمال کی جانب کو تقل و حرکت کر رہے ہیں تاکہ مغربی حملہ آوروں میں جا شامل ہوں۔ سر جان گورڈن سپرگ نے کل صبح کو سر ایلفرڈ ملنر کیساتھ دیر تک بات چیت صلاح مشورہ کیا اسکے بعد کیبنٹ کونسل کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا عنقریب ایک اہم اور ضروری اعلان شایع ہونیوالا ہے۔ اخبار ایوننگ سٹینڈرڈ بیان کرتا ہے کہ ہیلیوٹیا میں ہماری جو قیدی گرفتار ہوئی تھے وہ سب چھوٹ گئی ہیں +

ایضاً۔ کیپ ٹون سے سوارہ والنٹیر فوج کی پہلی روانگی عمل میں آچکی ہے اور مزید افواج روزمرہ روانہ ہوتی رہینگی انہی میں ایک کمپنی گارڈ کی بھرتی کرکے تیار ہوئی ہے تاکہ شمال کیطرف غنیم کی جو برش کیپ ٹون کی مقابلہ اور حفاظت کرسکیں۔ سائکل سوار فوج کی پہلی کمپنی کل میدان جنگ کو روانہ کیجائیگی اور دوسری منگل کو جاتی ہتی جواب پہونچ بھی گئی ہوگی۔ مقام ریزر برگ کا ایک پیغام تار مطلع کرتا ہے کہ بوئروں کی فوجیں ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہیں انہوں نے کئی ایک کمیتوں پر تصرف کیا ہے جسکے بالعوض فری سٹیٹ گورنمنٹ کی پاس پرامیسری نوٹ چھوڑ گئی ہیں +

۷ جنوری۔ بوئر جن کے ہاتھ سے چودہ سو گھوڑے پچھلے تین ہفتوں کے اندر اندر جاتے رہے انہوں نے کرونسٹیڈ کے جنوب میں گورنمنٹ فارم پر تاخت و تاراج کرنیکی کوشش کی مگر ہماری سپاہ نے انکو پسپا کردیا اور وہ بیس بائیس گھوڑوں کا نقصان اٹھا کے بھاگے۔ بیڈن پاول کی بھیجوہ جدید پولیس کے لئے جو دس ہزار جوان درکار ہونگے اسکا سلسلہ انتظام انگلینڈ بڑی زور شور سے بھرتی کر رہے ہیں ایک فوجی آرڈر جاری ہوا ہے جو سپاہیوں۔ ملیشیا والوں اور ان فوجیوں سے متعلق ضوابط کے بارہ میں ہے جو پولیس میں کمیشن ریزرو کئے گئے ہیں۔ اس

ایک ریلوے سٹیشن کا دردانگیز سین

انیگلو ڈنسٹیبل گزٹ" ایک ریلوے سٹیشن واقع بڈفورڈشائر کے ایک غمناک منظر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے۔ ایک عورت نفیس پوشاک زیب تن کئے مع اپنے شوہر کے وہاں کسی شخص کی منتظر تھی وہ اس ٹرین میں آیا تھا جو ابھی ابھی گھڑگھڑاتی سٹیشن کیطرف چلی آرہی تھی۔ پلیٹ فورم پر ایک ریپورٹر موجود تھا جس نے مذکورہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ وہ سمان کبھی فراموش نہیں ہوسکتا جبکہ ٹرین آگے کو بڑھی ہے۔ اسے گاڑی کی کھڑکیوں میں سے ایک کھڑکی میں ایک گورا چٹا مگر دبلا پتلا چہرا نظر پڑا جسے دیکھتے ہی وہ عورت نہایت پرشوق سرعت سے دوڑی۔ حتیٰ کہ اس اندھا دھند عجلت میں اس نے گاڑی کے دروازہ کو زور سے کھینچکر کھولا۔ کھڑکی کا کھلنا تھا کہ اتنے میں ایک زور کی چیخ سنائی دی جسے سنکر سارے کے سارے مسافر باوجودیکہ انہیں اسوقت اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی اوسی جگہ تھم گئے اور چپ ہوکر دیکھنے لگ گئے۔

وہ عورت دردناک لہجہ میں بولی "ہئے ہئے! یہ تو میری پیاری بچی نوسی مرگز نہیں! اس (عورت) نے گاڑی میں سے اُٹھاکر لڑکی کو نیچے اتارا جسکی عمر بظاہر کوئی چودہ برس کی ہوگی مگر رنگت زرد اور جسم نہایت نحیف ہورہا تھا۔ اس سے زیادہ کمزوری کیا ہوگی کہ اتارتے اتارتے وہ بچی نڈھال نیچے جارہی۔ چند لمحہ کے اندر اندر یہ تینوں سٹیشن سے چلے گئے۔ شوہر نے فی الفور سواری میں نشست حاصل کی اور بیوی کو پیچھے آنے کہکر کہ تم پیچھے پیچھے چلی آنا وہ لڑکی کو گود میں اُٹھا۔ بڑی احتیاط کیساتھ گھر کو لیچلا۔ اور یہ دردانگیز نظارہ ختم ہوا۔ لیکن ختم ہونے پر بھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا یہ نظارہ کم از کم ایک شاہد مگر بینوا (یعنی ریپورٹر) کی یاد سے نہیں اُترا۔ بلکہ اسکی نظر وں میں تو وہ سمان بالکل تازہ اور اسیطرح کھنچا ہوا تھا کہ تقریباً دو برس بعد وہی ریپورٹر ڈنسٹیبل کے قریب واٹرلو صاحب کے چھاپہ خانہ سے نکلتے ہوئے کاریگروں مزدوروں کو کھڑا تک رہا تھا اتنے میں اسے ایک چہرا نظر پڑا جس نے اسکی توجہ کو اپنی طرف مائل کیا اور معاً اسکا خیال مندرجہ بالا منظر کیجانب منتقل ہوا۔ اگرچہ وہ ۱۵ - ۱۶ برس کی ایک خوش وضع اور خوبصورت لڑکی کا سرخ و سپید رخ زیبا تھا لیکن اسمیں شک نہیں کہ تھا وہی چہرہ جو اس نے ریلوے گاڑی کی کھڑکی میں دیکھا تھا۔ ہاں اسمیں کسیقدر تغیر ضرور ہوگیا تھا یعنی اسوقت تو وہ سراپا رنجوری و غم کی تصویر بنی جسے دیکھ سے حافظہ پر درد و الم کے سو سو نقش ہوتے تھے اور اب وہ بالکل چاق چوبند۔ کامل تندرستی کی موہنی مورت بنی جسکی طرف نظر کیے بغیر خواہ مخواہ فرحت و انبساط کو تحریک ہوتی تھی۔ ریپورٹر اسکے دیدار سے متاثر ہوکر لڑکی کے پیچھے پیچھے اسکے گھر پہنچا اس سے چند باتیں پوچھیں۔ اس سوال و جواب کا خلاصہ مطلب درج ذیل ہے:-

اس لڑکی کا نام نوسی شارپ ہے۔ عمر اسکی کوئی سولہ سال کی ہوگی۔ وہ بمقام ڈنسٹیبل واقع انگلینڈ محلہ بارھوان ہیل سٹریٹ اپر ہنغٹن میں اپنے ماں باپ کے پاس رہتی ہے۔ اسکی ماں نے بیان کیا کہ "سکول چھوڑنے سے تھوڑے عرصہ بعد لڑکی دن بدن لاغر ہونے لگی اور اسکا رنگ متغیر یہانتک کہ والدین کو اسکے مدقوق ہونیکا خوف پیدا ہوا۔ ایک ڈاکٹر نے کچھ مدت اسکا علاج معالجہ کیا مگر لڑکی کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوگئی۔ اور اس نے آخر یہ مشورہ دیا کہ کوئی ٹھنڈے اسکو فائدہ پہنچ سکتی۔ ہاں تبدیلی آب ہوا سے شاید کچھ بھلا ہوجائے تو ہوجائے۔ اسکے والدین تقریباً تمام ہی قسم کی دوا اور من کی آزمایش کرچکے تھے اور چونکہ ان میں سے کسی نے اسکو شفا نہیں دی تھی اس لئے انہوں نے اسکو بغرض تبدیل آب و ہوا اسکی ایک چچی کے پاس مقام اسکنس میں بھیجدیا۔ اوسکی ماں بولی "جانیسے پہلے مینے اس سے وعدہ لیا کہ بیٹی! برابر ہفتہ وار اپنی صحت کی کیفیت سے مطلع کرتی رہنا۔ چنانچہ اسکے ہاتھ کے خط آیا کرتے۔ پہلی تین چٹھیاں تو خیر خاصی اچھی تھیں۔ پھر اسکے بعد تو اسکی تحریر (دستخط) ایسی ٹیڑھی بنکڑی ہونے لگی کہ بگڑتے بگڑتے آخر کار اسکی ایک چٹھی میں تو سارا صفحہ کا صفحہ آڑی ترچھی لکیریں کھینچکر بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ تب میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ دیکھنا جی! بچی کا حال تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روز بروز بدتر ہورہا ہے۔ اسکو ضرور ہی گھر بلالینا چاہیے۔ ہمیں پتہ لگا کہ وہ تو واقعی پہلے سے بدرجہا بیمار و نزار ہے وہ مرض میں بُری طرح مبتلا ہے۔ وہاں کے ڈاکٹر نے کہدیا کہ اسے فوراً گھر کو واپس چلا جانا چاہیے۔ ایسا ہو کہ اسکی حالت خراب حالت ہوجائے کہ پھر اسکا پہونچانا مشکل ہوجائے۔ چنانچہ لڑکی گھر آگئی۔ میں اسکی وہ اصل کبھی نہیں بھول سکتی جبکہ میں نے اسکو سٹیشن پر دیکھا۔ مجھے خیال آتا تھا کہ بچی کا چہرہ جو اتنا ڈراؤنا ہوگیا ہے۔ اب وہ کاہے کو پہچانی جائیگی۔ تو اسکے صدمہ اور غم میں ہی گھل گھل کے مرجاؤنگی۔ ہم دونو اسکو اٹھایا کرتے تھے وہ ہمیں کسی عضو کو قایم نہ رکھ سکتی تھی۔ جناب من! آپکے پیچھے پیچھے روتی ہوئی کرسی پڑی ہے۔ اسی لڑکی نے تو گرتوڑی تھی ریپورٹر۔ مگر اب جو میں اس لڑکی میں حیرتناک تغیر پاتا ہوں اسکا بھی پتہ لگے کہ کیونکر ہوا؟"

لڑکی کی ماں۔ جناب یہ "ڈاکٹر ولیمز کی پنک پلز" کا ظہور ہے۔ اسکی چچی نے ان گولیوں کا اس لڑکی پر تجربہ کرنا شروع کیا۔ یہ اسکے واپس ہونے سے کچھ ہی پہلے کی بات ہے مینے برابر ان گولیوں کا کھلانا جاری رکھا پہلی ڈبیہ میں سے آدھی گولیاں ختم ہونیسے پہلے ہی اسکے موذی مرض نے اسکا پنڈ چھوڑنا شروع کیا۔ وہ اپنے سہارے سے بیٹھنے اور کھڑی ہوسکتی تھی اور ایکدو دن بعد تو سچ مچ اچھی ہونے لگی۔ چنانچہ بیمار پڑنیکے بعد سے یہ پہلی دفعہ تھی کہ اس نے اپنے کپڑے آپ پہنے۔ اس نے ابھی دو ہی ڈبیاں کھائی تھیں کہ انہوں نے اسکو بالکل اچھا کردیا اب تم اسکو دیکھتی ہو۔ کیا سچ مچ تندرستی کی مورت نہیں؟ اسے ایک سال سے زیادہ عرصہ پر نٹنگ ورکس میں کام پر جاتے ہوئے گزر چکا ہے"۔

ریپورٹر۔ اچھا پاس پڑوسی اسکی بابت کیا کہتی ہیں؟"

نوسی کی ماں۔ "جو کچھ وہ کہتی ہیں مفصل تو میں بیان کرنہیں سکتی ہاں مگر مختصر یہ کہ اس لڑکی کے شفا پانے پر سب ہی کو اچنبھا ہے۔ انکے خیال میں آجتک کوئی مریض اسطرح اچھا ہوتا نہیں سنا گیا۔ میری ایک سہیلی نے کل ہی مجھ سے پوچھا کہ "دنیا کے پردہ پر ایسی کون سی چیز ہے جسنے اس بچی کو موت کے منہ سے بچایا؟" میں نے اسے بتایا کہ وہ دوا "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فور پیل پیپل" ہے کیونکہ جب سے یہ گھر چھوڑ کر اپنی چچی کے ہاں گئی اور کوئی دوائی اس کو نہیں دیگئی"۔

ریپورٹر۔ نے لڑکی سے پوچھا کہ "اب تو تم بالکل تندرست ہو؟"

لڑکی۔ بولی کہ ہاں جناب میں بالکل بھلی چنگی ہوں۔

پرنٹنگ ورکس (چھاپہ خانہ) کے پریسمین جب اس لڑکی کے صحتیاب ہونیکی کیفیت سنتے ہیں تو انہیں باور نہیں آتا کہ کیونکر ایسے مہلک مرض سے نجات ملی اور ملی بھی اتنی جلدی۔ اور واقعی ان امراض عصبی کے اتنے اور ایسے مایوس العلاج مریضوں کو کسی دوا سے شفا نہیں ہوئی جیسے کہ تشنج۔ کمزوری اعصاب۔ فالج۔ لقوہ۔ جتنی کہ مسٹر شارپ کی بیان کردہ دوا سے۔ یہ گولیاں ہر جگہ ملسکتی ہیں۔ مگر یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ انکی جگہ کوئی نقلی دوا نہ ہو۔ اور اس خیال سے خریدار کو دیکھ لینا چاہیے کہ ان پر پورا نام (سات الفاظ میں) ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فور پیل پیپل۔ اصلی گولیاں جنکی یہ شناخت بیان کیگئی انہوں نے تمام امراض کو شفا بخشی ہے جو کمزوری اعصاب سے پیدا ہوتے ہیں یا بے اعتدالیوں سے یا گرم ممالک میں رہنے سے مثلاً امراض جگر۔ ملیریا کے بخار یا بخار کی دیگر اقسام کے بعد کا اثر۔ خدر لو کو موٹر ائی ٹکسی۔ (جنمیں سے اخیر تو معمولی ادویہ سے کبھی جاتی ہی نہیں) عرق النسار۔ رعشہ۔ امراض نخاع۔ دردسر عصبی امراض قلب اور وہ بیماریاں جو خون کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً انیمیا۔ دق۔ وجع مفاصل بدہضمی۔ دم پھولنا۔ اختناق الرحم۔ زنانہ امراض۔ چہرہ کی زردی اور دبلاپن۔ یہ گولیاں ہر مرد و عورت دونو کیلئے یکساں مفید پڑتی ہیں، دو اونچ لمبے اور روپیہ برابر گول بکسوں میں فروخت ہوتی ہیں۔ اوپر باہر کو گلابی کاغذ لگا ہوتا ہے۔ دو روپیہ فی ڈبیہ کے حساب سے فروخت ہوتی ہیں۔ ہندوستان برہما اور لنکا کے تمام بازاروں میں دوافروشوں کی دوکانوں سے ملسکتی ہیں +

ڈاکٹر ولیمز میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ دھورر تنسی، ہکا لبادیوی روڈ بمبئی ۸ اور ۵ کیننگ سٹریٹ کلکتہ میں

+ ان کے بجائے اور دوا خواہ کھلی بکتی ہو یا بند بالکل نکمی ہے +